تبدیلیٔ امامت اور ہماری ذمہ داریاں

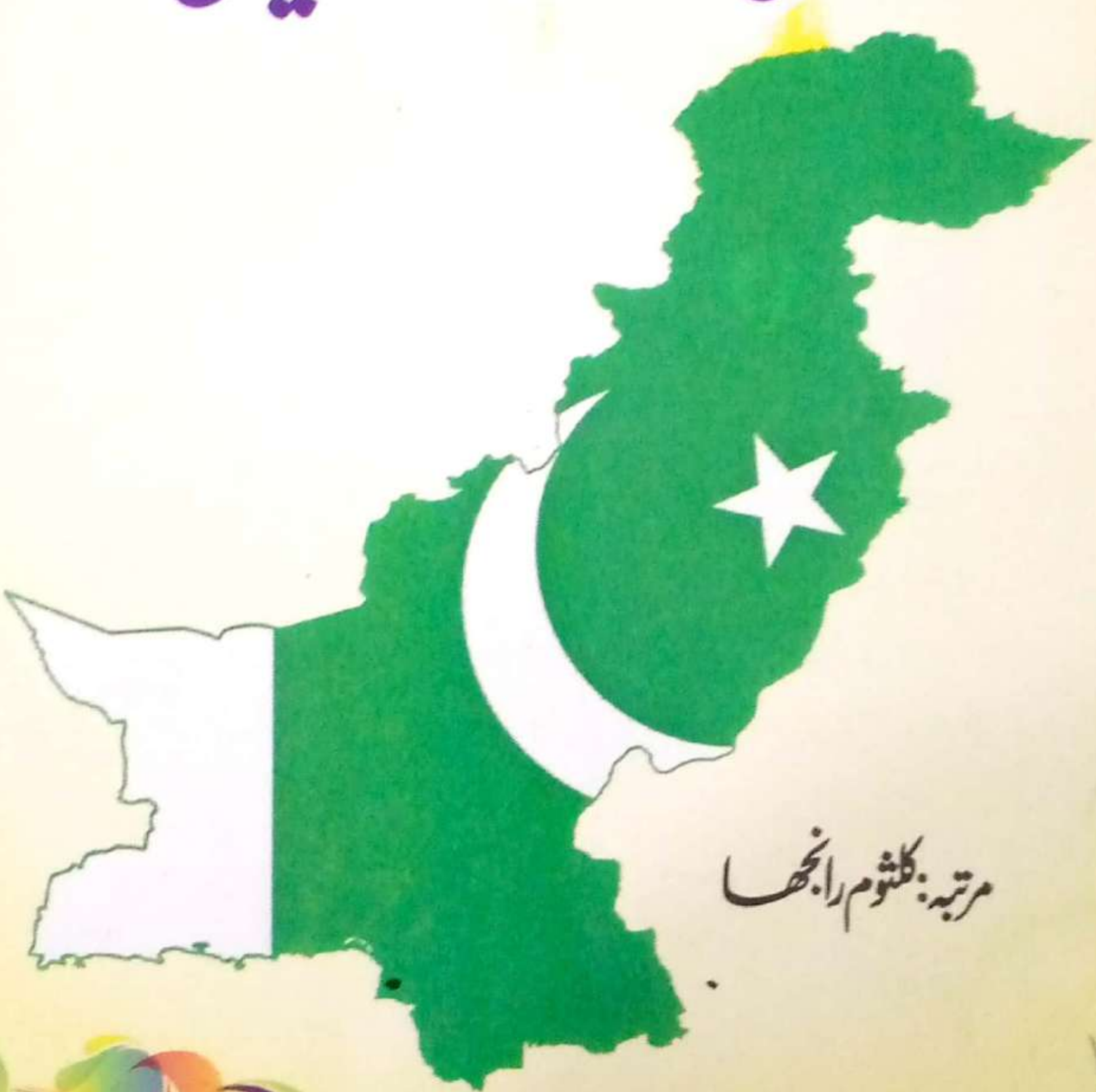

مرتبہ: کلثوم رانجھا

Scanned with CamScanner

تبدیلیٔ امامت اور

ہماری ذمہ داریاں

اللہ کے دین کو اللہ کی سرزمین پر عملاً قائم کرنے کے لیے جماعت اسلامی کا قیام عمل میں لایا گیا۔ دین کے قیام کے لیے 26 / اگست 1941ء کو لاہور میں ''جماعت اسلامی پاکستان'' کے نام سے اس تحریک کی بنیاد رکھی گئی۔ اس قافلہ نے اپنے سفر کا آغاز 75 افراد سے کیا۔ اس جدوجہد کے تقریباً آغاز ہی سے خواتین بھی جماعت کی سرگرمیوں میں شریک ہیں۔ خواتین کے کام کو منظم کرنے کے لیے 15 فروری 1948ء کو حلقہ خواتین کا باقاعدہ قیام عمل میں لایا گیا۔

مرتبہ: کلثوم رانجھا

مکتبہ خواتین میگزین منصورہ ملتان روڈ لاہور

042-35435667

Scanned with CamScanner

جماعت اسلامی پاکستان کا بنیادی عقیدہ:

''لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ'' یعنی یہ کہ صرف اللہ ہی ایک الٰہ ہے اس کے سوا کوئی الٰہ نہیں اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔(دستور جماعت اسلامی دفعہ نمبر 3 ص نمبر 9)

جماعت اسلامی پاکستان کا نصب العین:

جماعت اسلامی پاکستان کا نصب العین اور اس کی تمام سعی و جہد کا مقصد عملاً اقامت دین (حکومت الٰہیہ یا اسلامی نظام زندگی کا قیام) اور حقیقتاً رضائے الٰہی اور فلاح اخروی کا حصول ہوگا۔(دستور جماعت اسلامی دفعہ نمبر 4 ص نمبر 13)

حاکمیت الٰہیہ کی ضرورت واہمیت:

﴿إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ أَمَرَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ ذٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ......﴾

''حکم سوائے اللہ کے کسی اور کا نہیں۔اس کا فرمان ہے کہ اس کے سوا کسی اور بندگی نہ کرو۔یہی صحیح دین ہے۔''(سورۃ یوسف:۴۰)

﴿وَلَمْ يَكُنْ لَهُ شَرِيكٌ فِي الْمُلْكِ﴾

''بادشاہی میں اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔''(سورۃ بنی اسرائیل:۱۱۱)

﴿اتَّبِعُوا مَا أُنْزِلَ إِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوا مِنْ دُونِهِ أَوْلِيَاءَ﴾

''پیروی کرو اس چیز کی جو تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور نہ پیروی کرو اسے چھوڑ کر دوسرے کارسازوں کی۔''(سورۃ الاعراف:۳)

﴿أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ﴾

''خبردار رہو! اسی کی خلق ہے اور اسی کا امر ہے۔''(سورۃ الاعراف:۵۴)

Scanned with CamScanner

تشریح: جس خدا کی مخلوق ہے، جس رب العالمین کی ملکیت ہے، حکم بھی اسی کا چلے گا۔ جس طرح اگر اولاد کے لیے ماں باپ کا حکم ماننا لازم ہے۔ شاگرد کے لیے استاد کا حکم ماننا ضروری ہے۔

نماز میں امام کی اتباع لازم ہے تو رب العالمین جو ہر ہر چیز کا مالک ہے، یقیناً اس کا حق ہے کہ انفرادی زندگی ہو یا اجتماعی زندگی میں خدا کے تابع (قانون سازی) کی جائے۔ یہ قانون سازی قرآن کریم کی صورت میں موجود ہے۔

ہمارا کام: ''قرآن کے احکامات کو عملاً نافذ کرنے کے لیے سعی و جہد کرنا ہے۔''

انبیاء کرامؑ کو اللہ کی حاکمیت قائم کرنے لیے بھیجا گیا۔

﴿شَرَعَ لَكُم مِّنَ الدِّينِ مَا وَصَّى بِهِ نُوحاً وَالَّذِيُ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى وَعِيسَى أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ...... ﴾

''اس نے تمہارے لیے دین کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے۔ جس کا حکم اس نے نوح علیہ السلام کو دیا تھا اور جسے (اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعے سے بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیم علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کو دے چکے ہیں، اس تاکید کے ساتھ کہ قائم کرو اس دین کو اور اس میں متفرق نہ ہو جاؤ۔'' (سورۃ الشوریٰ آیت ۱۳)

﴿وَكَذَلِكَ مَكَّنَّا لِيُوسُفَ فِي الْأَرْضِ يَتَبَوَّأُ مِنْهَا حَيْثُ يَشَاءُ ﴾

''اور اس طرح ہم نے اس سرزمین پر یوسف (علیہ السلام) کے لیے اقتدار کی راہ ہموار کی وہ مختار تھا کہ مصر میں جہاں چاہے اپنی جگہ بنالے۔'' (سورۃ یوسف آیت:۵۶)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو دعا سکھائی گئی۔

﴿وَقُل رَّبِّ أَدْخِلْنِي مُدْخَلَ صِدْقٍ وَأَخْرِجْنِي مُخْرَجَ صِدْقٍ وَاجْعَل لِّي مِن لَّدُنكَ سُلْطَاناً نَّصِيراً ﴾

Scanned with CamScanner

''اور کہو! اے میرے رب مجھے جہاں بھی تو لے جا سچائی کے ساتھ لے جا اور جہاں سے بھی نکال سچائی کے ساتھ نکال اور اپنی طرف سے ایک سلطان (اقتدار) کو میرا مددگار بنا۔''

(سورۃ بنی اسرائیل:۸۰)

قرآن کے نفاذ کے لیے اسلامی نظام ناگزیر ہے!!!

نبی کریم ﷺ کی تیرہ سالہ مکی زندگی عقائد، عبادات۔ دعوت و تبلیغ کی سعی و جہد پر مشتمل ہے۔ جبکہ آپ ﷺ کی دس سالہ مدنی زندگی صدر مملکت، قاضی، سپہ سالار، پڑوسی قبائل کے ساتھ معاہدات، سفارتی تعلقات (غرض اسلامی حکومت کے قیام) کیلئے سعی و جہد نظر آتی ہے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''اسلام اور حکومت و ریاست دو جڑواں بھائی ہیں دونوں میں سے کوئی ایک دوسرے کے بغیر درست نہیں ہوسکتا پس اسلام کی مثال ایک عمارت کی ہے اور حکومت گویا اس کی نگہبان ہے جس عمارت کی بنیاد نہ ہو وہ گر جاتی ہے اور جس کا نگہبان نہ ہو وہ لوٹ لیا جاتا ہے۔''

(کنز العمال از اسلامی ریاست ص نمبر21)

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''خدا کی قسم اللہ تعالیٰ حکومت کے ذریعے برائیوں کا سد باب کرتا ہے وہ اس سے بہت زیادہ ہے جو قرآن کے ذریعے کرتا ہے۔''

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

''میری امت کے دو قسم کے لوگوں کی حالت جب تک درست ہوگی تو امت کی حالت بھی درست اور بہتر ہوگی اور جب ان کی حالت خراب ہو جائے گی تو امت میں بھی بگاڑ اور خرابی پیدا ہو جائے گی، ان سے مراد حکمران اور علماء ہیں۔''

ایک خاتون نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے پوچھا: جاہلیت کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہماری

Scanned with CamScanner

حالت میں جو اصلاح فرمائی ہے، اس اچھی حالت میں ہم کب تک رہیں گے؟ ابوبکرؓ نے فرمایا: جب تک تمہارے حکمران راہ راست پر قائم رہیں گے، اس وقت تک تم اس اچھی حالت پر باقی رہو گے۔''

سید مودودیؒ نے فرمایا:

''دین اور ریاست وحکومت کا اتنا قریبی تعلق ہے اور ایک دوسرے سے اس طرح وابستہ ہیں کہ اگر ریاست وحکومت کے بغیر ہوں تو ظلم اور بے انصافی کا ذریعہ بن جاتے ہیں اور اس کے نتیجہ میں ''چنگیزی'' رونما ہوتی ہے اور اگر اسلام ریاست وحکومت کے بغیر ہو تو اس کا ایک حصہ معطل ہو کر رہ جاتا ہے اور خدا کا دین حکمرانی اور غلبہ کے بجائے غلامی اور مغلوبیت کا شکار ہو جاتا ہے۔ اس لیے ضروری ہے کہ ریاست کو اسلامی بنیادوں پر قائم کیا جائے۔ حکومت اسلام کی پابند ہو اور اس کے قیام کے لیے سرگرم عمل رہے۔'' (اسلامی ریاست ص نمبر 23)

شاہ ولی اللہؒ نے فرمایا کہ

''مسلمانوں پر جامع شرائط خلیفہ کا مقرر کرنا واجب بالکفایہ ہے اور یہ قیامت تک لیے ہے۔'' (اسلامی سیاست ص نمبر 22)

ابو مسلم تابعیؒ فرماتے ہیں:

حکمران کی مثال ایک بڑے اور صاف میٹھے چشمے کی ہے۔ اس چشمے کا پانی ایک بڑی نہر میں بہہ رہا ہے۔ لوگ اگر اس نہر کے پانی میں غوطہ لگا کر اس کو خراب اور گدلا کر دیں گے تو چشمے سے تازہ اور صاف پانی دوبارہ آ جائے گا۔ لیکن اگر خود چشمے کا پانی گدلا ہو تو نہر کا پانی خود بخود گدلا اور خراب ہو جائے گا۔ لوگوں کی اصلاح حکمران کے بغیر نہیں ہو سکتی اور حکمران کی اصلاح لوگوں کے بغیر نہیں ہو سکتی۔

☆☆

Scanned with CamScanner

زمامِ کار کی اہمیت

فرمانِ مودودیؒ ہے کہ:

انسانی معاملات کے بناؤ اور بگاڑ کا آخری فیصلہ جس مسئلے پر منحصر ہے وہ یہ سوال ہے کہ معاملاتِ انسانی کی زمامِ کار کس کے ہاتھ میں ہے۔ جس طرح گاڑی ہمیشہ اس سمت چلا کرتی ہے جس سمت پر ڈرائیور اس کو لے جانا چاہتا ہے اور دوسرے لوگ جو گاڑی میں بیٹھے ہوں، خواستہ و ناخواستہ اسی سمت پر سفر کرنے کے لیے مجبور ہوتے ہیں۔ اس طرح انسانی تمدن کی گاڑی بھی اسی سمت پر سفر کیا کرتی ہے جس سمت پر وہ لوگ جانا چاہتے ہیں جن کے ہاتھ میں تمدن کی باگیں ہوتی ہیں۔ ظاہر ہے کہ

- زمین کے سارے ذرائع جن کے قابو میں ہوں۔
- قوت واقتدار کی باگیں جن کے ہاتھ میں ہوں۔
- عام انسانوں کی زندگی جن کے دامن سے وابستہ ہو۔
- خیالات و افکار و نظریات کو بنانے اور ڈھالنے کے وسائل جن کے قبضے میں ہوں۔
- انفرادی سیرتوں کی تعمیر اور اجتماعی نظام کی تشکیل اور اخلاقی قدروں کی تعیین جن کے اختیار میں ہو، ان کی رہنمائی و فرمانروائی کے تحت رہتے ہوئے انسانیت بحیثیت مجموعی اس راہ پر چلنے سے کسی طرح باز نہیں رہ سکتی جس پر وہ اسے چلانا چاہتے ہیں۔

یہ رہنما و فرمانروا اگر خدا پرست اور صالح لوگ ہوں تو لامحالہ

- ☆ زندگی کا سارا نظام خدا پرستی اور خیر و صلاح پر چلے گا۔
- ☆ بھلائیوں کو نشو و نما نصیب ہوگی اور برائیاں اگر مٹیں گی نہیں تو کم از کم پروان بھی نہ

Scanned with CamScanner

چڑھ سکیں گی۔ لیکن اگر رہنمائی وقیادت وفرمانروائی کا یہ اقتدار ان لوگوں کے ہاتھ میں ہو جو خدا سے برگشتہ اور فسق وفجور میں سرگشتہ ہوں تو آپ سے آپ سارا نظام زندگی خدا سے بغاوت اور ظلم وبداخلاقی پر چلے گا۔

☆ خیالات ونظریات، علوم وآداب سیاست ومعیشت ومعاشرت، اخلاق ومعاملات، عدل وقانون، سب کے سب بحیثیت مجموعی بگڑ جائیں گے۔

☆ برائیاں خوب نشوونما پائیں گی۔

☆ بھلائیوں کو زمین اپنے اندر جگہ دینے سے، اور ہوا اور پانی ان کو غذا دینے سے انکار کردیں گے۔

☆ اور خدا کی زمین ظلم وجور سے لبریز ہو کر رہے گی۔

☆ ایسے نظام میں برائی کی راہ پر چلنا آسان اور بھلائی کی راہ پر چلنا کیا معنی قائم رہنا بھی مشکل ہوتا ہے۔ جس طرح آپ نے کسی بڑے مجمع میں دیکھا ہوگا کہ سارا مجمع جس طرف جا رہا ہو اس طرف چلنے کے لیے تو آدمی کو کچھ قوت لگانے کی بھی ضرورت نہیں ہوتی بلکہ وہ مجمع کی قوت سے خود بخود اسی طرف بڑھتا چلا جاتا ہے، لیکن مخالف سمت میں کوئی چلنا چاہے تو وہ بہت زور مار کر بھی بہ مشکل ایک آدھ قدم چل سکتا ہے اور جتنے قدم وہ چلتا ہے مجمع کا ایک ہی ریلا اس سے کئی گنے زیادہ قدم اسے پیچھے دھکیل دیتا ہے۔ اسی طرح اجتماعی نظام بھی جب غیر صالح لوگوں کی قیادت میں کفر وفسق کی راہوں پر چل پڑتا ہے تو افراد اور گروہوں کے لیے غلط راہ پر چلنا تو آسان ہو جاتا ہے کہ انہیں بطور خود اس پر چلنے کے لیے کچھ زور لگانے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ لیکن اگر وہ اس کے خلاف چلنا چاہیں تو اپنے جسم وجان کا سارا زور لگانے پر بھی ایک آدھ قدم ہی راہ راست پر بڑھ سکتے ہیں اور اجتماعی روان کی مزاحمت کے باوجود انہیں دھکیل کر میلوں پیچھے ہٹا لے جاتی ہے۔

Scanned with CamScanner

جماعت اسلامی پاکستان کی دعوت:

اپنی پوری زندگی میں اللہ کی بندگی اور انبیاء کی پیروی اختیار کرو۔

ترجمہ: ''ہم نے پہلے جو رسول بھی بھیجا اس کو یہی وحی کی ہے کہ میرے سوا کوئی الہ نہیں ہے پس تم لوگ میری ہی بندگی کرو۔'' (الانبیاء آیت ۲۵)

سورۃ الشعراء کی آیات 107، 108، 125، 126، 143، 144، 162، 163، 178، 179 میں یہ آیت مبارکہ دہرائی گئی ہے کہ

ترجمہ: ''بے شک میں تمہارے لیے امانت دار رسول ہوں، تو اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ حضرت نوحؑ، حضرت صالحؑ، حضرت لوطؑ، حضرت شعیبؑ کی دعوت ایک ہی تھی۔'' جماعت کی دعوت کا پہلا نقطہ بھی بندگیٔ رب کو اختیار کرنے اور انبیاءؑ کی اطاعت کرنے کی دعوت دیتا ہے اور یہی قرآن اور انبیاء کی دعوت بھی ہے۔

جماعت کی دعوت کا دوسرا نقطہ:

دورنگی اور منافقت چھوڑ دو۔ اور اللہ کی بندگی کے ساتھ دوسری بندگیاں جمع نہ کرو۔

ترجمہ: ''ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سب کو خبردار کیا کہ اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو۔''

(سورۃ النحل آیت نمبر 36 کا پہلا حصہ)

سورۃ النساء آیت نمبر 36:

ترجمہ: ''اے نبی ﷺ تم نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو دعوی کرتے ہیں کہ ہم ایمان لائے ہیں اس کتاب پر جو تمہاری طرف نازل کی گئی ہے اور ان کتابوں پر جو تم سے پہلے نازل کی گئی تھیں۔ مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنے معاملات کا فیصلہ کرانے کے لیے طاغوت کی طرف

Scanned with CamScanner

رجوع کریں حالانکہ انہیں طاغوت سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا تھا۔ شیطان انہیں بھٹکا کر راہ راست سے بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔''

طاغوت کون؟

''طاغوت'' قرآن کی بہت اہم اصطلاح ہے۔ اس سے مراد سرکش، باغی حد اعتدال سے گزرے ہوئے لوگ ہیں۔ قرآن نے مثالیں دیں۔ فرعون، نمرود، سرکش اور ظالم بادشاہ جنہوں نے طاقت اور قوت کے بل بوتے پر اپنے عوام پر مظالم ڈھائے اور ان کا استحصال کیا۔ سرکش قومیں عاد و ثمود جو اللہ سے کفر اور بغاوت میں اتنی آگے بڑھیں کہ اللہ کے عذاب نے انہیں صفحۂ ہستی سے مٹا دیا۔

قرآن پاک باطل عقائد (جیسے شرک اور بت پرستی) کو بھی طاغوت کہتا ہے۔ تو ہمات اور وہ تمام خیالات اور عقائد جو اسلام سے ٹکراتے ہیں، طاغوت ہیں۔

رب رحیم فرماتے ہیں:

وَيُؤْمِن بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انفِصَامَ لَهَا

ترجمہ: ''اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا، اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔'' (سورۃ البقرہ: ۲۵۶)

یہی جماعت کی دعوت کا دوسرا نقطہ ہے کہ دورنگی چھوڑ کر یک رنگی اپنائی جائے اور اللہ کی بندگی اختیار کی جائے۔ جو ایسا کرے گا اسے رب رحیم کا مضبوط سہارا میسر آئے گا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔

جماعت کی دعوت کا تیسرا نکتہ:

''خدا سے پھرے ہوئے لوگوں کو دنیا کی رہنمائی اور فرمانبرداری کے منصب سے ہٹا دو

اور زمام کار مومنین وصالحین کے ہاتھ میں دو تا کہ زندگی کی گاڑی ٹھیک اللہ کی بندگی کے راستے پر چل سکے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ اوران کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔''

یعنی اللہ رب العزت نے اس لیے انبیاء کو دنیا میں بھیجا کہ وہ تمام انسانوں پر انصاف کو قائم کریں۔ انسانوں کے انسانوں پر ظلم وزیادتی اور جبر واستحصال کو ختم کریں اوران کے درمیان عدل قائم کریں اور یہ جب ہی ممکن ہوگا جب اسلام کا عدل اور رحمتوں کا نظام قائم ہو جائے۔ اللہ کے بندے اللہ کے بندوں کی غلامی سے نکل کر ایک اللہ کی بندگی کرنے لگیں اور صرف اللہ سے ڈریں انسانوں سے نہ ڈریں۔ اللہ سے ڈر کر انسانوں کے حق ادا کریں اور اگر کوئی اپنے جیسے ہی انسانوں پر ظلم وزیادتی کرے تو اسلامی نظام کو چلانے والی حکومت ایسے ظالموں کو سزا دے اور ظالم کو ظلم کرنے سے روک دے۔ فحاشی، عریانی، مہنگائی، بدامنی اور غربت کا قلع قمع کرے اور ہر طرح کا امن وسکون ہو۔ انسان اپنے گھر میں اور گھر سے باہر امن وسکون کی زندگی گزارے۔ ایسا اسلامی نظام قائم ہو جائے جس کے لیے نبی کریم ﷺ نے اپنا دیس، وطن، جائے مولد۔ عزیز رشتہ دار چھوڑے اور اسلامی ریاست مدینہ انبی ﷺ قائم کی۔

وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ٥

ترجمہ: ''ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہے یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ تا کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً

Scanned with CamScanner

اور زمام کار مومنین و صالحین کے ہاتھ میں دو تا کہ زندگی کی گاڑی ٹھیک ٹھیک اللہ کی بندگی کے راستے پر چل سکے۔"

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: "ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایت کے ساتھ بھیجا۔ اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تا کہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔"

یعنی اللہ رب العزت نے اس لیے انبیاءؑ کو دنیا میں بھیجا کہ وہ تمام انسانوں پر انصاف کو قائم کریں۔ انسانوں کے انسانوں پر ظلم و زیادتی اور جبر و استحصال کو ختم کریں اور ان کے درمیان عدل قائم کریں اور یہ جب ہی ممکن ہوگا جب اسلام کا عدل اور رحمتوں کا نظام قائم ہو جائے۔ اللہ کے بندے اللہ کے بندوں کی غلامی سے نکل کر ایک اللہ کی بندگی کرنے لگیں اور صرف اللہ سے ڈریں انسانوں سے نہ ڈریں۔ اللہ سے ڈر کر انسانوں کے حق ادا کریں اور اگر کوئی اپنے جیسے ہی انسانوں پر ظلم و زیادتی کرے تو اسلامی نظام کو چلانے والی حکومت ایسے ظالموں کو سزا دے اور ظالم کو ظلم کرنے سے روک دے۔ فحاشی، عریانی، مہنگائی، بدامنی اور غربت کا قلع قمع کرے اور ہر طرح کا امن و سکون ہو۔ انسان اپنے گھر میں اور گھر سے باہر امن و سکون کی زندگی گزارے۔ ایسا اسلامی نظام قائم ہو جائے جس کے لیے نبی کریم ﷺ نے اپنا دیس، وطن، جائے مولد۔ عزیز رشتہ دار چھوڑنے اور اسلامی ریاست مدینۃ النبی ﷺ قائم کی۔

وَأَنزَلْنَا الْحَدِيدَ فِيهِ بَأْسٌ شَدِيدٌ وَمَنَافِعُ لِلنَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ وَرُسُلَهُ بِالْغَيْبِ إِنَّ اللَّهَ قَوِيٌّ عَزِيزٌ ٥

ترجمہ: "ہم نے لوہا اتارا جس میں بڑا زور ہے اور لوگوں کے لیے منافع ہے یہ اس لیے کیا گیا ہے کہ تا کہ اللہ کو معلوم ہو جائے کہ کون اس کو دیکھے بغیر رسولوں کی مدد کرتا ہے۔ یقیناً

اللہ بڑی قوت والا ہے بڑا زبردست ہے۔" (سورۃ الحدید آیت نمبر ۲۵)

''لوہا اتارنے'' سے مراد سیاسی غلبہ، سیاسی طاقت، اسلامی حکومت ہے اور'' رسولوں کی مدد'' سے مراد غلبہ دین کے لیے کی جانے والی سعی و جہد ہے۔

دنیا میں ہماری جدوجہد کی منزل مقصود

فرمان سید مودودیؒ: ہماری جدوجہد کا آخری مقصود ''انقلاب امامت'' ہے یعنی دنیا میں ہم جس انتہائی منزل تک پہنچنا چاہتے ہیں، وہ یہ ہے کہ فساق و فجار کی امامت و قیادت ختم ہو کر امامت صالحہ کا نظام قائم ہو۔ اس مقصد عظیم کے لیے سعی و جہد کو ہم دنیا و آخرت میں رضائے الٰہی کے حصول کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔

دراصل فساق و فجار کی قیادت ہی نوع انسانی کے مصائب کی جڑ ہے اور انسانوں کی بھلائی کا سارا انحصار صرف اس بات پر ہے کہ دنیا کے معاملات کی سربراہ کاری صالح لوگوں کے ہاتھوں میں ہو۔ آج دنیا میں جو فساد عظیم برپا ہے جو ظلم اور طغیان ہو رہا ہے۔ انسانی اخلاق میں جو عالمگیر بگاڑ رونما ہے۔ انسانی تمدن و معیشت و سیاست کی رگ رگ میں جو زہر سرایت کر گئے ہیں زمین کے تمام وسائل اور انسانی علوم کی دریافت کردہ ساری قوتیں جس طرح انسان کی فلاح و بہبود کے بجائے اس کی تباہی کے لیے استعمال ہو رہی ہیں، ان سب کی ذمہ داری اگر کسی چیز پر ہے تو وہ صرف یہی ہے کہ دنیا میں چاہے نیک لوگوں اور شریف انسانوں کی کمی نہ ہو مگر دنیا کے معاملات ان کے ہاتھوں میں نہیں ہیں۔ بلکہ خدا سے پھرے ہوئے اور مادہ پرستی و بداخلاقی میں ڈوبے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں میں ہیں۔

- ☆ اب اگر کوئی شخص دنیا کی اصلاح چاہتا ہو۔
- ☆ اور فساد کو صلاح سے اضطراب کو امن سے
- ☆ بداخلاقیوں کو اخلاق صالحہ سے اور

Scanned with CamScanner

☆ برائیوں کو بھلائیوں سے بدلنے کا خواہش مند ہو تو اس کے لیے محض نیکیوں کا وعظ اور خدا پرستی کی تلقین اور حسن اخلاق کی ترغیب ہی کافی نہیں ہے۔ بلکہ اس کا فرض ہے کہ نوع انسانی میں جتنے صالح عناصر اس کو مل سکیں، انہیں ملا کر وہ اجتماعی قوت بہم پہنچائے جس سے تمدن کی زمام کار فاسقوں سے چھینی جا سکے اور امامت کے نظام میں تغیر کیا جا سکے۔

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، باب تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص نمبر 169 تا 170)

جماعت اسلامی کا چار نکاتی لائحہ عمل

(فرمودات سید مودودیؒ)

1۔ تطہیر افکار و تعمیر افکار:

''ہم کئی سال سے اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں اور ہماری اس کوشش کا سلسلہ برابر جاری ہے کہ ایک طرف غیر اسلامی قدامت کے جنگل کو صاف کر کے اصلی اور حقیقی اسلام کی شاہراہ مستقیم کو نمایاں کیا جائے۔ دوسری طرف مغربی علوم و فنون اور نظام تہذیب پر تنقید کر کے بتایا جائے کہ اس میں کیا کچھ غلط اور قابل ترک ہے اور کیا کچھ صحیح اور قابل اخذ، تیسری طرف وضاحت کے ساتھ یہ دکھایا جائے کہ اسلام کے اصولوں کو زمانہ حال کے مسائل و معاملات پر منطبق کر کے ایک صالح تمدن کی تعمیر کس طرح ہو سکتی ہے اور اس میں ایک ایک شعبہ زندگی کا نقشہ کیا ہوگا۔ اس طریقہ سے ہم خیالات کو بدلنے اور ان کی تبدیلی سے زندگیوں کا رخ پھیرنے اور ذہنوں کو تعمیر نو کے لیے فکری غذا بہم پہنچانے کی کوشش کر رہے ہیں۔''

2۔ صالح افراد کی تلاش، تنظیم اور تربیت:

''ہم ان آبادیوں میں ان مردوں اور عورتوں کو ڈھونڈ رہے ہیں جو پرانی اور نئی خرابیوں

Scanned with CamScanner

سے پاک ہوں یا اب پاک ہونے کے لیے تیار ہوں۔ جن کے اندر اصلاح کا جذبہ موجود ہو۔ جو حق کو حق مان کر اس کے لیے وقت، مال اور محنت کی کچھ قربانی کرنے پر آمادہ ہوں، خواہ وہ نئے تعلیم یافتہ ہوں یا پرانے۔ خواہ وہ عوام میں سے ہوں یا خواص میں سے۔ خواہ وہ غریب ہوں یا امیر یا متوسط۔ ایسے لوگ جہاں کہیں بھی ہیں، ہم انہیں گوشہ عافیت سے نکال کر میدان سعی و عمل میں لانا چاہتے ہیں۔ اگر وہ ہمارے مقصد، طریق کار اور نظام جماعت کو قبول کر لیں تو انہیں اپنی جماعت کا رکن بنا لیتے ہیں اور اگر وہ رکنیت کی شرائط پوری کیے بغیر صرف تائید و اتفاق کریں تو ان کو اپنے حلقہ متفقین میں شامل ہونے کی دعوت دیتے ہیں۔ اس سے ہمارا مقصد یہ ہے کہ ہمارے معاشرے میں جو ایک بچا کھچا صالح عنصر موجود ہے۔ مگر منتشر ہونے کی وجہ سے یا جزوی اصلاح کی پراگندہ کوشش کرنے کی وجہ سے کوئی مفید نتیجہ پیدا نہیں کر رہا ہے۔ اسے چھانٹ چھانٹ کر ایک مرکز پر جمع کیا جائے اور ایک حکیمانہ پروگرام کے مطابق اس کو اصلاح و تعمیر کی منظم سعی میں لگایا جائے۔ ہم صرف اس تنظیم ہی پر قناعت نہیں کر رہے ہیں بلکہ ساتھ ساتھ ان منظم ہونے والوں کی ذہنی و اخلاقی تربیت کا بھی انتظام کر رہے ہیں تاکہ ان کی فکر زیادہ سے زیادہ سلجھی ہوئی اور ان کی سیرت زیادہ سے زیادہ پاکیزہ مضبوط اور قابل اعتماد ہو۔ ہمارے پیش نظر ابتدا سے یہ حقیقت ہے کہ اسلامی نظام محض کاغذی نقشوں اور زبانی دعوؤں کے بل پر قائم نہیں ہو سکتا۔ اس کے قیام اور نفاذ کا سارا انحصار اس پر ہے کہ آیا اس کی پشت پر تعمیری صلاحیتیں اور صالح انفرادی سیرتیں موجود ہیں یا نہیں۔ کاغذی نقشوں کی خامی تو اللہ کی توفیق سے علم اور تجربہ ہر وقت رفع کر سکتا ہے۔ لیکن صلاحیت اور صالحیت کا فقدان سرے سے کوئی عمارت اٹھا ہی نہیں سکتا اور اٹھا بھی لے تو سہار نہیں لے سکتا۔"

3۔ اجتماعی اصلاح کی سعی:

"اس میں سوسائٹی کے ہر طبقے کی اس کے حالات کے لحاظ سے اصلاح شامل ہے اور

Scanned with CamScanner

اس کا دائرہ اتنا ہی وسیع ہو سکتا ہے جتنے ہمارے ذرائع وسیع ہوں۔ ہم اپنے ارکان، کارکن اور متفقین کو ان کی صلاحیتوں کے لحاظ سے حلقوں میں تقسیم کرتے ہیں اور ہر ایک کے سپرد وہ کام کرتے ہیں۔ جس کے لیے وہ اہل تر ہو...... یہ سب اگرچہ اپنے الگ حلقہ ہائے کار رکھتے ہیں مگر سب کے سامنے ایک مقصد اور ایک اسکیم ہے۔ جس کی طرف وہ قوم کے سارے طبقوں کو گھیر کر لانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ ان کا متعین نصب العین یہ ہے کہ اس ذہنی، اخلاقی اور عملی انارکی کو ختم کیا جائے جو پرانے جمہوری اور نئے انفعالی رجحانات کی وجہ سے ساری قوم میں پھیلی ہوئی ہے اور عوام سے لے کر خواص تک سب میں صحیح اسلامی فکر، اسلامی سیرت اور سچے مسلمانوں کی سی عملی زندگی پیدا کی جائے۔ اس عمومی اصلاح کے پورے لائحہ عمل کا بنیادی اصول یہ ہے کہ جو شخص جس حلقے اور طبقے میں بھی کام کرے، مسلسل اور منظم طریقے سے کرے اور اپنی سعی کو ایک نتیجے تک پہنچائے بغیر نہ چھوڑے۔ ہم اس کے قائل نہیں ہیں کہ ہوا کے پرندوں اور آندھی کے جھکڑوں کی طرح بیج پھینکتے چلے جائیں۔ اس کے برعکس ہم کسان کی طرح کام کرنا چاہتے ہیں جو ایک متعین رقبے کو لیتا ہے پھر زمین کی تیاری سے لے کر فصل کی کٹائی تک مسلسل کام کر کے اپنی محنتوں کو ایک نتیجے تک پہنچا کر دم لیتا ہے۔ پہلے طریقے سے جنگل پیدا ہوتے ہیں اور دوسرے طریقے سے باقاعدہ کھیتیاں تیار ہوا کرتی ہیں۔''

4۔ نظام حکومت کی اصلاح:

''ہم یہ سمجھتے ہیں کہ زندگی کے موجودہ بگاڑ کو درست کرنے کی کوئی تدبیر بھی کامیاب نہیں ہو سکتی، جب تک کہ اصلاح کی دوسری کوششوں کے ساتھ ساتھ نظام حکومت کو درست کرنے کی کوشش بھی نہ کی جائے۔ اس لیے کہ تعلیم اور قانون اور نظم و نسق اور تقسیم رزق کی طاقتوں کے بل پر جو بگاڑ اپنے اثرات پھیلا رہا ہو۔ اس کے مقابلے میں بناؤ اور سنوار کی وہ تدبیریں جو صرف وعظ اور تلقین اور تبلیغ کے ذرائع پر منحصر ہوں، کبھی کارگر نہیں ہو سکتیں۔ لہٰذا

اگر ہم فی الواقع اپنے ملک کے نظام زندگی کو فسق وضلالت کی راہ سے ہٹا کر دین حق کی صراط مستقیم پر چلانا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ناگزیر ہے کہ ''بگاڑ کو مسند اقتدار سے ہٹانے اور بناؤ کو اس کی جگہ متمکن کرنے کی براہ راست کوشش کریں۔'' ظاہر ہے کہ اگر اہل خیر وصلاح کے ہاتھ میں اقتدار ہو تو وہ تعلیم اور قانون اور نظم ونسق کی پالیسی کو تبدیل کر کے چند سال کے اندر وہ کچھ کر ڈالیں گے جو غیر سیاسی تدبیروں سے ایک صدی میں بھی نہیں ہو سکتا۔''

(از: تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل ص نمبر 40 تا 46)

سیاست کا مفہوم:

سیاست سے مراد ''اصلاح کرنا اور سنوارنا'' ہے۔ لغوی مفہوم کی مناسبت سے دونوں یعنی ریاست وحکومت اور تدبیر مملکت کے معنوں میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ حکومت اور ریاست کا کام بھی عوام کی حالت سنوارنا اور اصلاح کرنا ہوتا ہے۔

سیاست کی تین اقسام:

- سیاست الٰہیہ: اللہ کی رضا کے مطابق انسانوں کی رہنمائی کرنا۔
- سیاست جاہلیہ: بندوں کی فرضی خواہشات کے مطابق انسانوں کی رہنمائی کرنا۔
- سیاست غلیظیہ: ظلم وجبر کے ساتھ انسانوں کی رہنمائی کرنا۔

الحمدللہ جماعت اسلامی کی سیاست ''سیاست الٰہیہ'' ہے۔ جماعت اسلامی انتخابات میں حصہ لیتی ہے تاکہ موجودہ رائج سیاست غلیظیہ کی دھونس دھاندلی، منکرات وفواحش، ظلم وستم سے نکل کر عوام رب کی بندگی کرنے لگیں اور ایسی سیاست کی جائے جس میں اللہ کی رضا کے مطابق انسانوں کی رہنمائی کی جائے۔ اسلامی نظام کے غلبہ اور فلاح اخروی کے لیے جماعت اسلامی سعی وجہد کر رہی ہے۔ یہ تحریک معاشرے میں معروف کو رائج کرنے اور منکر کو مٹانے

Scanned with CamScanner

کے لیے سرگرم عمل ہے۔ (اسلامی سیاست از مولانا گوہر رحمٰن)

اسلام کا سیاسی نظام

فرمان سید مودودیؒ:

اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد تین اصولوں پر رکھی گئی ہے:

(1) توحید (2) رسالت (3) خلافت

توحید کے معنی یہ ہیں کہ خدا اس دنیا اور اس کے سب رہنے والوں کا خالق، پروردگار اور مالک ہے۔ حکومت و فرمانروائی اسی کی ہے، وہی حکم دینے اور منع کرنے کا حق رکھتا ہے اور بندگی و اطاعت بلا شرکت غیرے اسی کے لیے ہے۔ ہماری یہ ہستی جس کی بدولت ہم موجود ہیں ہمارے یہ جسمانی آلات اور طاقتیں جن سے ہم کام لیتے ہیں اور ہمارے وہ اختیارات جو ہمیں دنیا کی موجودات پر حاصل ہیں اور خود یہ موجودات جن پر ہم اپنے اختیارات استعمال کرتے ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہماری پیدا کردہ یا حاصل کردہ ہے اور نہ اس کی بخشش میں خدا کے ساتھ کوئی شریک ہے۔

خدا کا قانون جس ذریعے سے بندوں تک پہنچتا ہے اس کا نام ''رسالت'' ہے۔ اس ذریعے سے ہمیں دو چیزیں ملتی ہیں ایک ''کتاب'' جس میں خود خدا نے اپنا قانون بیان کیا ہے۔ دوسرے کتاب کی مستند تشریح جو رسول اللہ ﷺ نے خدا کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے قول و عمل میں پیش کی ہے۔

خلافت عربی زبان میں نیابت کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسلامی نقطہ نظر سے دنیا میں انسان کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ زمین پر خدا کا نائب ہے یعنی اس کے ملک میں اس کے دیئے ہوئے اختیارات استعمال کرتا ہے۔ آپ جب کسی شخص کو اپنی جائیداد کا انتظام سپرد کرتے ہیں تو لازماً آپ کے پیش نظر چار باتیں ہوتی ہیں۔

Scanned with CamScanner

اگر ہم فی الواقع اپنے ملک کے نظام زندگی کو فسق وضلالت کی راہ سے ہٹا کر دین حق کی صراط مستقیم پر چلانا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے ناگزیر ہے کہ ''بگاڑ کو مسند اقتدار سے ہٹانے اور بناؤ کو اس کی جگہ متمکن کرنے کی براہ راست کوشش کریں۔'' ظاہر ہے کہ اگر اہل خیر وصلاح کے ہاتھ میں اقتدار ہو تو وہ تعلیم اور قانون اور نظم ونسق کی پالیسی کو تبدیل کر کے چند سال کے اندر وہ کچھ کر ڈالیں گے جو غیر سیاسی تدبیروں سے ایک صدی میں بھی نہیں ہوسکتا۔''

(از: تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل ص نمبر 40 تا 46)

سیاست کا مفہوم:

سیاست سے مراد ''اصلاح کرنا اور سنوارنا'' ہے۔لغوی مفہوم کی مناسبت سے دونوں یعنی ریاست وحکومت اور تدبیر مملکت کے معنوں میں بکثرت استعمال ہوتے ہیں۔اس لیے کہ حکومت اور ریاست کا کام بھی عوام کی حالت سنوارنا اور اصلاح کرنا ہوتا ہے۔

سیاست کی تین اقسام:

- سیاست الٰہیہ: اللہ کی رضا کے مطابق انسانوں کی رہنمائی کرنا۔
- سیاست جاہلیہ: بندوں کی فرضی خواہشات کے مطابق انسانوں کی رہنمائی کرنا۔
- سیاست غلیظیہ: ظلم وجبر کے ساتھ انسانوں کی رہنمائی کرنا۔

الحمدللہ جماعت اسلامی کی سیاست ''سیاست الٰہیہ'' ہے۔جماعت اسلامی انتخابات میں حصہ لیتی ہے تاکہ موجودہ رائج سیاست غلیظیہ کی دھونس دھاندلی، منکرات وفواحش، ظلم وستم سے نکل کر عوام رب کی بندگی کرنے لگیں اور ایسی سیاست کی جائے جس میں اللہ کی رضا کے مطابق انسانوں کی رہنمائی کی جائے۔اسلامی نظام کے غلبہ اور فلاح اخروی کے لیے جماعت اسلامی سعی وجہد کر رہی ہے۔یہ تحریک معاشرے میں معروف کو رائج کرنے اور منکر کو مٹانے

Scanned with CamScanner

کے لیے سرگرم عمل ہے۔(اسلامی سیاست از مولانا گوہر رحمن)

اسلام کا سیاسی نظام

فرمان سید مودودیؒ:

اسلام کے سیاسی نظام کی بنیاد تین اصولوں پر رکھی گئی ہے:

(1)توحید (2)رسالت (3)خلافت

توحید کے معنی یہ ہیں کہ خدا اس دنیا اور اس کے سب رہنے والوں کا خالق، پروردگار اور مالک ہے۔حکومت و فرمانروائی اسی کی ہے، وہی حکم دینے اور منع کرنے کا حق رکھتا ہے اور بندگی و اطاعت بلاشرکت غیرے اسی کے لیے ہے۔ ہماری یہ ہستی جس کی بدولت ہم موجود ہیں ہمارے یہ جسمانی آلات اور طاقتیں جن سے ہم کام لیتے ہیں اور ہمارے وہ اختیارات جو ہمیں دنیا کی موجودات پر حاصل ہیں اور خود یہ موجودات جن پر ہم اپنے اختیارات استعمال کرتے ہیں، ان میں سے کوئی چیز بھی نہ ہماری پیدا کردہ یا حاصل کردہ ہے اور نہ اس کی بخشش میں خدا کے ساتھ کوئی شریک ہے۔

خدا کا قانون جس ذریعے سے بندوں تک پہنچتا ہے اس کا نام ''رسالت'' ہے۔ اس ذریعے سے ہمیں دو چیزیں ملتی ہیں ایک ''کتاب'' جس میں خود خدا نے اپنا قانون بیان کیا ہے۔دوسرے کتاب کی مستند تشریح جو رسول اللہ ﷺ نے خدا کا نمائندہ ہونے کی حیثیت سے اپنے قول و عمل میں پیش کی ہے۔

خلافت عربی زبان میں نیابت کے لیے بولا جاتا ہے۔اسلامی نقطہ نظر سے دنیا میں انسان کی اصل حیثیت یہ ہے کہ وہ زمین پر خدا کا نائب ہے یعنی اس کے ملک میں اس کے دیئے ہوئے اختیارات استعمال کرتا ہے۔آپ جب کسی شخص کو اپنی جائیداد کا انتظام سپرد کرتے ہیں تو لازماً آپ کے پیش نظر چار باتیں ہوتی ہیں۔۔

Scanned with CamScanner

۱۔ ایک یہ کہ جائیداد کے اصل مالک آپ خود ہیں نہ کہ وہ شخص۔

۲۔ دوسرے یہ کہ آپ کی جائیداد میں اس شخص کو آپ کی دی ہوئی ہدایات کے مطابق کام کرنا چاہیے۔

۳۔ تیسرے یہ کہ اسے اپنے اختیارات کو ان حدود کے اندر استعمال کرنا چاہیے جو آپ نے اس کے لیے مقرر کر دی ہیں۔

۴۔ چوتھے یہ کہ آپ کی جائیداد میں اسے آپ کا منشاء پورا کرنا ہوگا نہ کہ اپنا۔

یہ چار شرطیں نیابت کے تصور میں اس طرح شامل ہیں کہ نائب کا لفظ بولتے ہی خود بخود انسان کے ذہن میں آ جاتی ہیں۔ اگر کوئی نائب ان چاروں شرطوں کو پورا نہ کرے تو آپ کہیں گے وہ نیابت کے حدود سے تجاوز کر گیا۔ اور اس نے وہ معاشرہ توڑ دیا جو نیابت کے عین مفہوم میں شامل تھا۔ ٹھیک یہی معنی ہیں جن میں اسلام انسان کو خدا کا خلیفہ قرار دیتا ہے اور اس خلافت کے تصور میں یہی چاروں شرطیں شامل ہیں۔ اسلامی نظریہ سیاسی کی رو سے جو ریاست قائم ہوگی، وہ دراصل خدا کی حاکمیت کے تحت انسانی خلافت ہوگی جسے خدا کے ملک میں اسکی دی ہوئی ہدایات کے مطابق اس کی مقرر کی ہوئی حدود کے اندر کام کر کے اس کا منشاء پورا کرنا ہوگا۔ (اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات' باب اسلام کا نظام حیات)

امامت صالحہ کا قیام دین کا حقیقی مقصود ہے

فرمان سید مودودیؒ:

''اللہ کا دین اول تو یہ چاہتا ہے کہ لوگ بالکلیہ بندہ حق بن کر رہیں اور ان کی گردن میں اللہ کے سوا کسی اور بندگی کا حلقہ نہ ہو۔ پھر وہ چاہتا ہے کہ اللہ ہی کا قانون لوگوں کی زندگی کا قانون بن کر رہے۔ پھر اس کا مطالبہ یہ ہے کہ زمین سے فساد مٹے، ان منکرات کا استحصال کیا جائے جو اہل زمین پر اللہ کے غضب کے موجب ہوتے ہیں اور ان خیرات وحسنات کو

Scanned with CamScanner

فروغ دیا جائے جو اللہ کو پسند ہیں۔ ان تمام مقاصد میں سے کوئی مقصد بھی اس طرح پورا نہیں ہوسکتا کہ نوع انسانی کی راہنمائی وقیادت اور معاملات انسانی کی سربراہ کاری آئمہ کفر وضلال کے ہاتھوں میں ہو اور دین حق کے پیرو محض ان کے ماتحت رہ کر ان کی دی ہوئی رعایتوں اور گنجائشوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے یاد خدا کرتے رہیں۔ یہ مقاصد تو لازمی طور پر اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ تمام اہل خیر وصلاح جو اللہ کی رضا کے طالب ہوں، اجتماعی قوت پیدا کریں اور سر دھڑ کی بازی لگا کر ایک ایسا نظام حق قائم کرنے کی سعی کریں جس میں امامت ورہنمائی اور قیادت وفرمانروائی کا منصب مومنین صالحین کے ہاتھوں میں ہو۔ اس چیز کے بغیر وہ مدعا حاصل نہیں ہوسکتا جو دین کا اصل مدعا ہے۔ اس لیے دین میں امامت صالحہ کے قیام اور نظام حق کی اقامت کو مقصدی اہمیت حاصل ہے اور اس چیز سے غفلت برتنے کے بعد کوئی عمل ایسا نہیں ہوسکتا جس سے انسان اللہ تعالیٰ کی رضا کو پہنچ سکے۔ جو شخص اس دین پر ایمان لایا ہو، اس کا کام صرف اتنے ہی پر ختم نہیں ہو جاتا کہ اپنی زندگی کو حتیٰ الامکان اسلام کے سانچے میں ڈھالنے کی کوشش کرے بلکہ عین اس کے ایمان ہی کا تقاضا یہ ہے کہ وہ اپنی تمام سعی وجہد کو اس مقصد پر مرکوز کر دے کہ زمام کار کفار وفساق کے ہاتھ سے نکل کر صالحین کے ہاتھ میں آئے اور وہ نظام حق قائم ہو جو اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق دنیا کے انتظام کو درست کرے اور درست رکھے۔"

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات باب تحریک اسلامی کی اخلاقی بنیادیں ص نمبر 172 تا 174)

Scanned with CamScanner

تبدیلی قیادت کا واحد راستہ

(فرمان سید مودودیؒ)

انتخابات:

اس معاملے میں صحیح رائے قائم کرنے کیلئے تین حقیقتیں واضح طور پر نگاہ میں اپنی رہنی چاہئیں:

☆ پہلی یہ کہ آپ اس ملک میں اسلامی نظام زندگی عملاً قائم کرنا چاہتے ہیں اور اس کے لیے قیادت کی تبدیلی ناگزیر ہے۔

☆ دوسری یہ کہ آپ جس ملک میں کام کررہے ہیں، وہاں ایک آئینی اور جمہوری نظام قائم ہے اور اس نظام میں قیادت کی تبدیلی کا ایک ہی آئینی راستہ ہے۔یعنی انتخابات!

تیسری یہ کہ ایک آئینی و جمہوری نظام میں رہتے ہوئے قیادت کے لیے کوئی غیر آئینی راستہ اختیار کرنا شرعاً آپ کے لیے جائز نہیں ہے اور اسی بنا پر آپ کی جماعت کے دستور نے آپ کو اس امر کا پابند کیا ہے کہ آپ اپنے پیش نظر اصلاح و انقلاب کے لیے آئینی و جمہوری طریقوں ہی سے کام کریں۔

ان تین حقیقتوں کو ملا کر جب آپ غور کریں گے تو بالکل منطقی طور پر ان سے وہی نتیجہ نکلے گا جو قرارداد میں بیان کیا گیا ہے آپ انتخابات میں آج حصہ لیں یا دس، بیس، پچاس سال بعد بہرحال اگر آپ کو یہاں کبھی اسلامی نظام زندگی قائم کرنا ہے تو راستہ آپ کو انتخابات ہی کا اختیار کرنا پڑے گا۔

(تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل ص نمبر 134)

Scanned with CamScanner

نفاذ شریعت کا راستہ...... مسلح یا دعوتی اور انتخابی

از: مولانا گوہر رحمٰنؒ

☆ کیا آج کے دور میں کسی غیر حکومتی تنظیم کا خروج نتیجہ خیز ثابت ہوسکتا ہے؟

عوام کی اکثریت کی تائید کے بغیر اگر کوئی غیر حکومتی تنظیم اور غیر مقتدر جماعت اپنے محدود کارکنوں اور رضا کاروں کے ذریعے منظم حکومت کی فورسز کے خلاف مسلح تصادم کا راستہ اختیار کرتی ہے، تو اس کا یہ اقدام فائدے کے بجائے الٹا اسلام کی دعوت کو نقصان پہنچانے کا ذریعہ ثابت ہوگا۔ ۱۶ ذی الحجہ ۱۳۸۲ھ کو مکہ معظّمہ کی مسجد دہلوی میں اسلامی تحریک کے کارکنوں اور عرب ممالک کے نوجوانوں کو خطاب کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ نے فرمایا تھا:

''اسلامی تحریک کے کارکنوں کو میری آخری نصیحت یہ ہے کہ انہیں خفیہ تحریکیں چلانے اور اسلحے کے ذریعے انقلاب برپا کرنے کی کوشش نہ کرنی چاہیے۔ یہ بے صبری اور جلد بازی کی ایک صورت ہے اور نتائج کے اعتبار سے دوسری صورتوں کی بہ نسبت زیادہ خراب ہے۔''

(تفہیمات، ج۳، ص۳۶۲)

☆ مسلم معاشرے میں نفاذ شریعت اور اسلامی انقلاب کا قابل عمل طریقہ کار کیا ہے؟

پوری شریعت کا نفاذ اور مکمل اسلامی نظام کا قیام اسلامی حکومت کے قیام کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اسلامی حکومت عوام کی طلب و تائید کے بغیر قائم نہیں ہوسکتی اور اگر ان کی تائید کے بغیر کسی نہ کسی طرح قائم ہو بھی جائے تو وہ چل نہیں سکے گی اور جس مصنوعی راستے سے آئی تھی اسی راستے سے واپس چلی جائے گی۔ اس لیے کرنے کا کام یہ ہے کہ نسلی مسلمانوں کو، اصلی مسلمان بنانے اور رسمی مسلمانوں کو شعوری مسلمان بنانے کی تحریک چلائی جائے۔

Scanned with CamScanner

اس طریقے کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا مودودیؒ فرماتے ہیں:

"کھلے بندوں میں عام دعوت پھیلائیے۔ بڑے پیمانے پر اذہان اور افکار کی اصلاح کیجئے۔ لوگوں کے خیالات بدلیے، اخلاق بدلیے، اخلاق کے ہتھیاروں سے دلوں کو مسخر کیجئے اور اس کوشش میں جو خطرات اور مصائب بھی پیش آئیں ان کا مردانہ وار مقابلہ کیجئے۔ اس طرح بتدریج جو انقلاب برپا ہوگا وہ ایسا پائیدار اور مستحکم ہوگا جسے مخالف طاقتوں کے ہوائی طوفان محو نہ کر سکیں۔ جلد بازی سے کام لے کر مصنوعی طریقوں سے اگر کوئی انقلاب برپا ہو بھی جائے تو جس راستے سے وہ آئے گا اسی راستے سے وہ ہٹایا بھی جا سکے گا۔

(تفہیمات ج3 ص362)

1974ء میں مولانا مودودیؒ نے راولپنڈی کی شریعت کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تھا: اب جب آپ یہ سوچنے کے لیے بیٹھیں گے ہم یہاں نفاذ شریعت کیسے کریں؟ تو آپ کو ایک طرف لوگوں کے دلوں میں ایمان اتارنا پڑے گا۔ تمام شکوک وشبہات کے کانٹے جو ان کے اندر چبھے ہوئے ہیں، نکالنے پڑیں گے۔ ان کو مطمئن کرنا پڑے گا، پڑھے لکھوں کو بھی اور عوام کو بھی۔ اس کے بعد ان کے اخلاق کی طرف توجہ کرنی پڑے گی۔ اس سارے کام کے دوران ہر قسم کی مصیبتوں، تکلیفوں اور نقصانات کے لیے اپنے آپ کو تیار کرنا پڑے گا۔ اسی طرح آپ کو عوام کی رائے اس طرح بدلنی پڑے گی کہ وہ سوچ ہی نہ سکیں کہ ہم کسی ایسے شخص کو بھی ووٹ دے سکتے ہیں جس کی اپنی زندگی میں اسلامی نظام کی کوئی جھلک دکھائی نہ دیتی ہو، جس کا عمل اسلامی نہ ہو اور جو اسلام کو جانتا ہی نہ ہو۔

اگر اس حالت میں منصفانہ انتخابات ہوں تو بہت اچھا، ہم نہیں جانتے کہ ٹیڑھی انگلیوں سے گھی نکالا جائے۔ اگر قوم کے اندر یہ عزم پیدا ہو جائے کہ ہمیں یہ نظام یہاں نافذ کرنا ہے تو پھر کوئی دھن، دھونس، دھاندلی اس کا راستہ نہیں روک سکتی۔ لیکن یہ بات

Scanned with CamScanner

یادرکھیے کہ آپ کو جان مار کر ایک مدت دراز تک کام کرنا ہوگا۔ یہاں تک کہ وہ مرحلہ آ جائے جس میں لوگ از خود ہٹ جاتے ہیں کہ اب ہمارا چراغ اس قوم میں جل نہیں سکتا۔ اگر نہ ہٹیں تو ان کو ہٹانا کوئی مشکل کام نہیں رہ جاتا بشرطیکہ قوم کے اندر عزم پایا جائے۔ لیکن اگر قوم اپنے آپ پر فساق کا نظام چلانے والوں کو مسلط کر لے تو اللہ تعالیٰ زبردستی ان کو صالح اور متقی حکمران نہیں دے گا۔

☆ دینی جماعتیں ان انتخابات میں حصہ لیتی ہی کیوں ہیں؟ اور چند افراد کا نااہل ارکان پر مشتمل اسمبلیوں میں بٹھانے کا فائدہ کیا ہے؟

اس سوال کا جو جواب مولانا مودودیؒ نے 1957ء میں جماعت اسلامی کے اجتماع ارکان میں دیا تھا، وہ کافی وشافی اور تسلی بخش ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے:

''یہ ایک غلط مفروضہ ہے کہ ہم اصلاح معاشرہ کا کام چھوڑ کر صرف انتخابات کے ذریعے قیادت کی تبدیلی لانا چاہتے ہیں۔ حالانکہ ہمارے لائحہ عمل کے چار میں سے تین اجزا اصلاح معاشرہ ہی کا دائمی پروگرام ہے جس پر ہمیں سال کے 365 دن کام کرنا ہے، خواہ انتخابات ہوں یا نہ ہوں......

1۔ پھر ووٹر کو صحیح انتخاب کے لیے تیار کرنا۔

2۔ اسے اسلامی نظام کے لیے تیار کرنا۔

3۔ اس کے اندر اسلامی نظام کی طلب پیدا کرنا۔

4۔ اس کو صالح اور غیر صالح کی تمیز دینا، اس کو یہ احساس دلانا کہ ملک کی بھلائی اور برائی کا ذمہ دار وہ خود ہے۔ اس میں اتنی اخلاقی طاقت اور سمجھ بوجھ پیدا کرنا کہ وہ دھن دھونس، دھوکے، دھاندلی کا مقابلہ کر سکے اور اپنا ووٹ صحیح طور پر استعمال کرے...... یہ سارے کام کیا اصلاح معاشرہ کے کام نہیں ہیں؟ اگر ہیں تو یہی کام ہم انتخابات میں حصہ لے کر

Scanned with CamScanner

کرتے ہیں.....انتخابات سے الگ رہ کر آپ عقائد اور معاملات کی اصلاح کا کام تو کر سکتے ہیں۔لیکن صالح قیادت کو اوپر لانے کے لیے ووٹروں کی سیاسی تربیت انتخابات میں بالواسطہ یا بلاواسطہ حصہ لیے بغیر نہیں ہو سکتی۔ووٹروں کو فاسد اور نااہل امیدواروں کے حوالے کر کے اور ان کے لیے میدان خالی چھوڑ کر آخر انتخابی عمل کی اصلاح کیسے ہوگی؟ جب نااہل کے مقابلے میں اہل اور فاسد کے مقابلے میں صالح موجود نہیں ہوگا تو ووٹر کے لیے صالح اور غیر صالح کے درمیان تمیز کیسے پیدا ہوگی؟ رہی یہ بات کہ چند نشستیں حاصل کرنے کا فائدہ کیا ہو گا؟ تو میں عرض کروں گا کہ اس سے بہت کچھ حاصل ہوگا۔اب تک آپ صرف پبلک میں آواز اٹھاتے رہے ہیں، ایوان حکومت میں آپ کی کوئی آواز نہیں ہے۔وہاں پہنچ کر آپ کی آواز دونوں جگہ بلند ہوگی۔آپ کے چند لوگ بھی جب ارباب اقتدار کے سامنے کلمہ حق کہیں گے، غلط چیزوں پر صاف صاف تنقید کریں گے، دلیل کے ساتھ صحیح بات پیش کریں گے تو یہ آواز بڑے انقلاب کا پیش خیمہ ثابت ہوگی۔"

(تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل، ص136، 138، 139، 149، 150)

ووٹ کی شرعی حیثیت:

از: مولانا امیر الدین مہر

انتخابات کے تین اجزا یا پہلو ہیں۔ایک ووٹ، دوسرا ووٹر، یعنی رائے دہندہ، تیسرا امیدوار۔

ووٹ کے معنی ہیں اپنی رائے اور خیال کا اظہار کرنا اور اپنی پسند ظاہر کرنا۔یعنی رائے دہی ووٹ (رائے) کا شرعی حیثیت سے تجزیہ وتصفیہ کرنے پر اس کی چار حیثیتیں متعین ہوتی ہیں۔

1۔ ووٹ ایک امانت ہے:

ووٹ کے ذریعے سے لوکل کونسل سے وزارت عظمیٰ وصدارت وغیرہ کی ذمہ داری کسی

Scanned with CamScanner

شخص کے حوالہ کی جاتی ہے۔قرآن مجید وحدیث میں اس ذمہ داری کے لیے امانت کا کلمہ آیا ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ترجمہ: ''مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل افراد کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ کرو۔'' (النساء:۵۸)

ووٹ کی حیثیت امانت کی اور ووٹر کی حیثیت امین کی ہوتی ہے۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس سے مشورہ طلب کیا جائے تو وہ امین ہوتا ہے اسے رائے امانت ودیانت سے دینی چاہیے۔''

''اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک حدیث میں اجتماعی اور حکومتی ذمہ داریوں کو امانت قرار دیا ہے۔

ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

''جب امانت ضائع کی جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔'' پوچھنے والے نے پوچھا کہ اس کا ضائع کرنا کیسے ہوگا۔تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:'' معاملہ نااہل لوگوں کے حوالے کردیا جائے تو قیامت کا انتظار کرو۔''

2۔ ووٹ کی دوسری حیثیت شہادت (گواہی) کی ہے۔ووٹر جس شخص کو ووٹ دے رہا ہے وہ دراصل اس کے متعلق اس بات کی گواہی دے رہا ہے کہ یہ شخص اس کام کی قابلیت بھی رکھتا ہے اور امانت ودیانت بھی۔اور جیسا کہ معلوم ہے کہ جب کسی شخص سے گواہی طلب کی جائے تو گواہی سچی اور بے لاگ دینا مومن کی ذمہ داری اور فرض ہے۔شہادت کی ادائیگی کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بڑی تاکید فرمائی ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اے ایمان والو! اللہ کی خاطر راستی پر قائم رہنے والے اور انصاف کی گواہی دینے

Scanned with CamScanner

والے بنو۔"(النساء:۱۳۵)

شہادت کا چھپانا اور ادا نہ کرنا گناہ اور حرام قرار دیا گیا ہے۔

3۔ ووٹ کی ایک حیثیت سفارش وشفاعت کی ہے۔ووٹر امیدوار کے نمائندہ بننے اور ممبری کا حقدار ہونے کی سفارش کرتا ہے۔ چنانچہ اسے اچھے، نیک اور لائق امیدوار کی سفارش کرنی چاہیے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"جو شخص بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے نصیب پائے گا اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز پر نظر رکھنے والا ہے۔"(النساء:۸۵)

یعنی جو شخص اچھی سفارش کرتا ہے تو اس میں سے اس کو حصہ ملتا ہے اور جو بری سفارش کرے گا تو اس کی برائی میں اس کو بھی حصہ ملتا ہے۔اچھی سفارش کی ایک صورت ووٹ ہے جو قابل اور دیانتدار آدمی کے حق میں دیا جانا چاہیے۔تاکہ وہ منتخب ہو کر خلق خدا کے حقوق صحیح طور پر ادا کرے اور بری سفارش یہ ہے کہ نااہل، نالائق، بددیانت اور فاسق کے حق میں ووٹ دے کر اسے خلق خدا کے سروں پر مسلط کرے۔

مفتی محمد شفیع مرحوم نے لکھا ہے کہ"اس سے معلوم ہوا کہ ہمارے ووٹوں سے کامیاب ہونے والا امیدوار اپنے پنج سالہ دور میں جو نیک یا بدعمل کرے گا، ہم بھی اس میں شریک سمجھے جائیں گے۔"

4۔ ووٹ کی چوتھی حیثیت وکالت کی ہے کہ ووٹ دینے والا جسے ووٹ دے رہا ہے، اسے سیاسی مسائل میں اپنا نمائندہ اور وکیل بناتا ہے تاکہ وہ اس کے نمائندے اور وکیل کی حیثیت سے صدر مملکت، وزیراعظم، اسپیکر اور دیگر ذمہ دار عہدوں کے انتخاب میں آگے جا کر اپنے مؤکلین کی طرف سے رائے اور ووٹ دے کر ان کا تقرر کرے۔ یہ وکالت اگر کسی ایک شخص کے متعلق ہوتی اور اس کا نفع ونقصان صرف اس کی ذات کو پہنچتا تو اس کا ذمہ دار یہ خود

Scanned with CamScanner

ہوتا۔ مگر یہاں ایسا نہیں ہے کیونکہ یہ وکالت اجتماعی اور ملی ہے اور ایسے حقوق کے متعلق ہے جن میں اس کے ساتھ پوری قوم اور اس کے حلقے کے لاکھوں افراد شریک ہیں۔ اس لیے اگر کسی نااہل اور بد دیانت کو نمائندگی کا ووٹ دے کر کامیاب بنایا تو پوری قوم کے حقوق کو پامال کرنے کا گناہ ووٹ دینے والوں کی گردن پر ہوگا۔"

سیاسی اداروں میں عورت کی نمائندگی کیوں؟

مشرف کے تاریک دور میں قانون سازی ہو چکی ہے کہ:

☆ بلدیاتی اداروں میں 33 % خواتین کی نمائندگی جبکہ قومی اداروں میں 17% نمائندگی خواتین کی ہوگی۔

☆ اس پر جماعت اسلامی نے احتجاج کیا۔ ہانڈی توڑ مظاہرے کیے گئے۔

قانون بن جانے کے بعد:

بحالت مجبوری جماعت اسلامی کی مرکزی مجلس شوریٰ نے خواتین کو ان اداروں میں بھجوانے کا فیصلہ کیا۔ تاکہ:

ا۔ قانون ساز اداروں میں منفی سوچ رکھنے والی خواتین کے ساتھ مثبت سوچ رکھنے والی خواتین اداروں میں موجود ہوں۔ (کیونکہ خواتین کی نشست پر خواتین ہی نمائندہ ہوں گی۔)

۲۔ معاشرہ برائی سے بچ سکے۔

۳۔ بے حیائی نہ پھیلے۔ (کھلے بالوں والی خواتین ہمارے مرد بھائیوں کے لیے بھی آزمائش ہوں گی۔)

4۔ قانون سازی میں:

رائے دینے کا مرحلہ ہو یا قرارداد پاس کروانے کا۔ ناظم کے انتخاب کا وقت ہو، اس کے

حق میں، اس کے مخالف ووٹ دینے کا یا دیگر پارٹیوں کے ساتھ مل کر سیاسی پوزیشن بنانے کا مرحلہ ہو، ہر جگہ صالح خاتون درکار ہوگی۔

5۔ کونسلر کی نشست پر With Draw کر کے ناظم کے لیے ووٹ لے کر قانون ساز اداروں میں پوزیشن مضبوط کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ اسی ترتیب سے بالواسطہ انتخاب میں یونین کونسل سے ٹاؤن و ضلع میں ناظم کا انتخاب ہوتا ہے۔ بلکہ ضلع میں مضبوط پوزیشن قومی و صوبائی اسمبلیوں اور سینٹ تک کے انتخابات پر اثر انداز ہوتی ہے۔ لہٰذا ایک یونین کونسل کی نشست پر صالح خاتون کی عدم موجودگی ناظم یونین کونسل سے لے کر قومی انتخابات تک ہر مرحلہ پر اثر انداز ہوتی ہے۔ (عائشہ منور صاحبہ)

اتحاد یا ایڈجسٹمنٹ کی ضرورت و اہمیت

ا۔ جماعت کا اپنے ووٹوں میں اضافہ:

فی الحال ایک دو کے علاوہ پورے ملک میں کوئی سیٹ ایسی نہیں جہاں ہم تنہا جیت سکیں۔ اس لیے ضروری ہے کہ اتحاد یا ایڈجسٹمنٹ کے ذریعہ ہم اپنے ووٹوں میں اضافہ کریں۔

۲۔ مخالفین کی تعداد کم کرنا:

بہترین حکمت عملی یہ ہے کہ اپنے مخالفین کی تعداد کم کریں۔ سیرت رسول اللہ ﷺ سے بھی یہی رہنمائی ملتی ہے کہ آپؐ نے ایک وقت میں اپنے تمام مخالفین کو اکٹھا نہیں ہونے دیا۔

۳۔ انتخابی ورکرز پولنگ ڈے ورکرز میں اضافہ:

کسی بھی انتخابی حلقہ میں انتخابی عمل کے لیے کم از کم

صوبائی حلقہ کے لیے	3000
اور قومی حلقہ کے لیے	6000

ہمارے پاس انتخابی کارکنوں بالخصوص پولنگ ایجنٹس اور پولنگ ورکرز کی مطلوبہ تعداد کی نسبت صرف 20 فیصد ورکرز ہیں۔

۴۔ انتخابی اخراجات:

موجودہ انتخابی سسٹم میں فی حلقہ ناگزیر اخراجات بھی ۲ کروڑ قومی حلقہ تک پہنچ چکے ہیں۔ ہمارے پاس ایسے حلقے کہ جہاں ہم اس طرح کروڑوں روپے فی حلقہ خرچ کرسکیں، بہت کم بلکہ نہ ہونے کے برابر ہیں۔ اس لیے ناگزیر ہے کہ ایڈجسٹمنٹ کر کے کم اخراجات سے ہم اپنی کامیابی کو یقینی بنا سکتے ہیں۔

۵۔ زمینی حقائق سے ہم آہنگی:

خواہشات اور توقعات کی بجائے زمینی حقائق کو مدنظر رکھا جائے تو اگر ہم ایڈجسٹمنٹ یا اتحاد سے اوسطاً ہر ضلع میں ایک قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی حاصل کرسکیں تو یہ یقیناً بہت بڑی کامیابی ہوگی۔

۶۔ ماضی کی گواہی:

جماعت اسلامی نے 1970ء کے انتخابات میں تنہا انتخاب میں حصہ لیا اور بھرپور انتخابی مہم، شوکت اسلام کے بڑے بڑے جلوسوں اور میڈیا کی بھرپور سپورٹ کے باوجود ہم نے صرف 4 نشستوں پر کامیابی حاصل کی۔ ان حلقوں میں بھی کسی حد تک لوکل ایڈجسٹمنٹ بھی موجود تھی۔ دوسری مرتبہ ہم نے اسلامک فرنٹ کے نام سے تنہا حصہ لیا اور ہماری کامیابی انتہائی محدود بلکہ ناقابل ذکر ہے۔ جبکہ اتحاد، ایڈجسٹمنٹ کے ذریعہ ہم نے 1977ء،

Scanned with CamScanner

1988ء، 1990ء، 1993ء اور پھر 2002ء میں بڑی حد تک کامیابی حاصل کی۔

2002ء میں جماعت اسلامی کے قومی وصوبائی اسمبلیوں میں نمائندگان کی تعداد 70 تھی جو اس وقت مسلم لیگ (ن) کے ممبران سے بھی زیادہ تھی۔ (فرید احمد پراچہ)

انتخابات کی تیاری کے لیے رہنما اصول

☆ بلدیاتی وانتخابی نشستوں کی مکمل اور آگاہی کے لیے درج ذیل نکات کو مدنظر رکھا جائے گا۔

1۔ نشست کا نمبر

2۔ اس پر آنے والے علاقوں کے نام

3۔ دیہی وشہری علاقہ کی تفصیل

4۔ کون سا طبقہ رہائش پذیر ہے۔

5۔ کس پارٹی کا ووٹ بینک کتنا ہے۔

6۔ Sitting ایم این اے، ایم پی اے، ناظم کس پارٹی کا ہے۔ کل رجسٹرڈ ووٹر۔ خواتین ووٹر۔ مرد ووٹر۔ کل پولنگ اسٹیشن۔ کل پولنگ بوتھ۔

7۔ جائزہ۔ دعوتی یونٹ، تنظیمی یونٹ، نظم کا قیام، افراد کار کی تعداد (خواتین) موبائل دعوتی درس

8۔ تعداد ادارے سرکاری و پرائیویٹ، خواتین NGO'S مساجد، مدارس، بوتیک، پارلر تحریکی ادارے۔

۹۔ کن علاقوں میں دعوت نہیں پہنچی؟ وغیرہ۔

(قومی اسمبلی کی نشست کے حصول کے لیے اوسطاً ڈھائی لاکھ سے تین لاکھ ووٹ درکار ہوتے ہیں جس کے لیے قریباً چالیس تا پینتالیس ہزار گھرانوں سے رابطہ ضروری ہے۔

Scanned with CamScanner

صوبائی اسمبلی کی نشست کے حصول کے لیے سوا لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ ووٹ کی ضرورت ہوتی ہے جس کے لیے پچیس یا تیس ہزار گھرانوں سے رابطہ ضروری ہے۔)

یونین کونسل میں انتخابی کام کو منظّم کرنا:

- داعی ناظمہ کا گھر دعوت کا مرکز ہو۔
- مدرسات جماعت کے تینوں نکات کو ہدف بنا کر پیغام پہنچانے والی ہوں۔
- افرادِ کار میں بہتر تقسیم کار کی جائے۔
- خدمت خلق کی سرگرمیاں بتائی جائیں
- متوازن دعوت کا اہتمام کی جائے۔
- ہر گھر دعوت پہنچانے کے لیے ووٹر لسٹوں کے حصول کے ساتھ وفود کی تشکیل (کارکنان سے عملی کام لینا)

یونین کونسل سطح پر ووٹر کی تیاری کرنا:

- فی یونین کونسل کم از کم 8 ہزار ووٹر خواتین کی تیاری۔
- 50 گھرانوں پر ایک نگران کا تقرر (بار بار ملاقات) خوشی غمی میں شرکت / لٹریچر پہنچانا۔
- ووٹر لسٹوں پر نشان لگانا: ☆ مخالف گھرانہ پر سرخ ☆ غیر جانبدار گھرانہ پر نیلا ☆ نظریاتی گھرانہ پر سبز

1۔ نظریاتی ووٹر کو محفوظ رکھنا: اور ان کے ذریعے دوسروں تک پہنچنے کا اہتمام کرنا۔

2۔ غیر جانبدار کو مایوسی سے نکالنے کیلئے حلقہ درس کی دعوت / تقسیم لٹریچر / دوران گفتگو، ملکی سابقہ حکمرانوں کا کردار، جماعت کا نصب العین و دعوت سے آگاہی و شعبہ جات کا تعارف دینا۔

Scanned with CamScanner

☜ جماعت اور دیگر دینی جماعتوں کا فرق سمجھانا۔ صالح عنصر کو جمع کرنا اور غیر جانبداری کے نقصانات سے آگاہ کرنا۔

3۔ مخالف ووٹر: ووٹ کی اہمیت سمجھانا/بڑے اجتماعات میں شرکت کی دعوت/لٹریچر پہنچانا/مشترکہ ایشوز سے گفتگو کی ابتدا کرنا۔

4۔ برادری بیس ووٹر: اس طبقے میں نفوذ کے لیے مردانہ/خواتین کے رابطہ افراد کے ذریعے ملاقات/لٹریچر پہنچانا/اجتماعات میں بلانا/ نستان زدہ ووٹر بالترتیب اگلے مرحلے میں لانے کی پلاننگ کرنا۔ مسائل میں دلچسپی لینا/حل دینا۔

☜ UC میں موجود اداروں و خواتین NGO's سے ملاقاتیں و روابط۔

نئے دعوتی یونٹس کی پلاننگ

مثلاً اپریل میں دعوتی اجتماعات (گلی نمبر 1 تا 10)

☜ ماہ مئی میں دعوتی اجتماعات (گلی نمبر 11 تا 20)

☜ ماہ جون میں دعوتی اجتماعات (گلی نمبر 21 تا 25)

☜ خدمت خلق کی سرگرمیوں کا اہتمام (جہاں ضرورت ہو۔)

علاقہ سے متعلق:

1۔ آگاہی ہو   2۔ ملاقات بہتر پلاننگ سے کی جائے۔

3۔ شعبہ جات کا تعارف لٹریچر پاس ہو۔

4۔ Groundroots میں اترا جائے۔ اپنے قدموں کو رب کی راہ میں غبار آلود کیا جائے

کارکن کی انتخابی تربیت کرنا:

1۔ اجتماع کارکنان کے ایجنڈا میں:

Scanned with CamScanner

تبدیلی امامت اور ہماری ذمہ داریاں......34

1۔ حکومت الٰہیہ کے نظام سے متعلق آیات واحادیث کو شامل کرنا۔

2۔ لٹریچر ڈسکشن میں مولانا کا لٹریچر، دعوت اسلامی اور اس کے مطالبات تحریک اسلامی کا آئندہ لائحہ عمل۔ اسلامی ریاست، اسلامی سیاست (کے منتخب ابواب کو شامل کرنا)

3۔ عملی کام، ووٹر کی تیاری، ووٹ کا اندراج، شناختی کارڈ کا طریقہ، ووٹر لسٹوں کے حصول کے ساتھ وفود کی تشکیل وغیرہ وغیرہ

4۔ غیر اسلامی حکومت کے نقصانات سے آگاہی دینا۔

5۔ حالات حاضرہ سے باخبر رکھنا۔

2۔ مطالعہ کتب 3۔ عملی کام

5۔ مدرسہ کن نکات کو فوکس کرے گی، رہنمائی کرنا

نئے ووٹ کے اندراج اور نئے شناختی کارڈ کی جانچ پڑتال کرنا:

☜ گھر، خاندان، محلہ، حلقہ دروس کے شرکاء/ملازمین/رابطہ کے افراد/اپنے دیہات کے رہائشی سب کو چیک کرنا۔

☜ جن کا نہیں بنا توجہ دلانا ☜ شناختی کارڈ کی تاریخ تنسیخ کا جائزہ لینا۔

نئے ووٹ کا اندراج اور نئے شناختی کارڈ بنوانے کا طریقہ:

ضلعی ڈپٹی الیکشن کمشنر کے نام درخواست لکھنا۔

شناختی کارڈ کی کاپی اور یوٹیلٹی بل ہمراہ لگایا جائے گا۔ اگر کرایہ دار ہیں تو کرایہ نامہ ہمراہ لگایا جائے گا۔ (اگر سرکل نمبر معلوم ہو تو آسانی ہوگی۔)

☜ اگر پتہ صوبہ پنجاب کے باہر کا ہو تو (اشٹام پیپر/20 روپے والا) تحریر کروا کر ہمراہ لگانا۔

☜ ضلعی ڈپٹی الیکشن کمشنر کے دفتر میں جمع کروانا۔ (معلوم کرنا کہ کتنے دن میں نمبر ملے گا)

Scanned with CamScanner

☜ درخواست کی فوٹو کاپی اپنے پاس ضرور رکھی جائے۔

☜ اگر انتخاب کے دن ووٹ نہ ڈالنے دیا جائے تو یہ نمبر دکھا کر ووٹ ڈالا جا سکتا ہے۔

نئے شناختی کارڈ بنوانے کا طریقہ:

جس فرد نے بنوانا ہو گا نادرا کے دفتر خود جائیگا (شوہر اور والدہ یا والد کا شناختی کارڈ یا 'ب' فارم) ہمراہ لانا۔

☜ فارم فِل کروانا/تصدیق کروانا (8 ویں گریڈ کا آفیسر تصدیق کرے گا) فارم جمع کروانا (کوئی بھی جمع کروا سکتا ہے)

☜ 40/45 ایام میں نہ ملا ہو تو رابطہ کیا جائے گا۔

(نام و پتہ کی تبدیلی/تصویر یا لگوانا یا تاریخ تنسیخ کے بعد دوبارہ بنوانا) فرد کو جانا پڑے گا 150 روپے فیس ادا کرنا ہوگی۔

تبدیلی امامت کے لیے کارکن کے کرنے سے کل کام

عوام الناس سے رابطہ رکھنا۔ رہائشی علاقہ کی مکمل واقفیت کا حصول۔

UC نمبر/سیٹ نمبر/علاقہ سے واقفیت/کون کس پارٹی کا ہے۔

MNA`MPA کون ہے۔

جماعت کا نمائندہ کون ہے۔

رابطے کے ہر فرد کا۔

ووٹ کا اندراج۔

شناختی کارڈ کی جانچ پڑتال کرنا اور نئے بنوانا۔

حالات سے آگاہ رہنا۔

تحریکی رسائل کا مطالعہ کرنا۔

تحریکی پالیسی سے آگاہ رہنا۔

مطالعہ کا اہتمام۔

گھر دعوت کا مرکز ہو۔

Scanned with CamScanner

مستحقین وضرورت مند کے لیے گھر کا دروازہ کھلا ہو۔ مدد کی یا کروائی جائے۔

متعلقہ علاقہ (جہاں کے رہائشی ہیں) پولنگ اسٹیشن کے علاقہ میں دعوتی یونٹ کا آغاز کروانا۔ مدت کے تعین کے ساتھ کسی گلی میں رکون کب تک ،دعوت پہنچانے کو یقینی بنائے گا۔

ہدف کے مطابق نئی دعوت پہنچانا۔(دوران ملاقات کارکنان، پولنگ ایجنٹس) کیلئے افراد کا تعین کرنا۔ چار قسم کے ووٹر کے مطابق متعلقہ فرد تک دعوت پہنچانا۔(انتخابی فہرست سے آگاہی)

ووٹر کی اقسام سے متعلق معلومات جمع کرنا اور نظم کو پہنچانا۔

تقسیم لٹریچر

ماہانہ رپورٹ باقاعدگی سے دینا۔

دوران انتخابات تیاری کے اہم نکات

ڈور ٹو ڈور کنوینسنگ کی پلاننگ کرنا:

اجتماع کارکنان سے آغاز۔ اجتماع میں ہنگامی کارکنان رمردانہ نظم کے اہل خانہ کو شریک کروایا جائے گا۔ (ہفتہ وار کارنر میٹنگز کا اہتمام) ملاقاتوں کے لیے گروپس کی تشکیل گروپ نگران کا تقرر (50/افراد پر ایک نگران کا تقرر کیا جائے گا)

جو پولنگ ڈے سے قبل دو تین مرتبہ ملاقات کرے/ پولنگ ڈے پر افراد سے ووٹ پول کروائے۔ ووٹر لسٹوں کے حصول کے بعد ملاقات کی جائے۔

جس فرد کی ذمہ داری ووٹر بنانے کے لیے لگائی گئی تھی ،وہی فرد دوران کنوینسنگ ان گھروں میں ملاقات کرے۔

انہی افراد میں سے پولنگ ایجنٹس کا تقرر کیا جائے تا کہ افراد کی پہچان ہو۔

Scanned with CamScanner

نگران روزانہ رپورٹ مرتب کرے۔(بذریعہ فون رابطہ رکھے)

ہفتہ وار کارکنز میٹنگ میں گروپس کی ملاقات رپورٹ کی جائے۔

وقت کا بہترین استعمال کیا جائے۔ترجیحات کا درست تعین کیا ہو۔

پولنگ ڈے کی پلاننگ کرنا:

......حلف پولنگ ایجنٹ اور پلاننگ ایجنٹس کے لیے (امیدوار) کا اتھارٹی لیٹر بنوانا۔

پولنگ ایجنٹ + فائلز کی فراہمی۔

......کیمپ کا نظام۔ناظمہ کیمپ ومعاونین کا تقرر۔ پرچی کاٹنے ،ووٹر کی تواضع کرنے کے لیے کارکنان کا تقرر☆ بزرگ خواتین دعا کرتی رہیں۔

......ووٹر لانے ؍لے جانے کے لیے مردانہ نظم سے رابطہ کر کے ٹرانسپورٹ کا انتظام کرنا۔

......پولنگ ایجنٹ انتخابی رزلٹ لینے تک ،وجود رہیں۔

...... پولنگ ایجنٹ کی واپسی کا انتظام ......ووٹر کا شکریہ ادا کرنے کیلئے اجتماعات کا اہتمام

پولنگ ایجنٹ کی تربیت کرنا:

الیکشن کی ساری مہم ایک طرف اور الیکشن کا دن ایک طرف ہوتا ہے۔لہٰذا اس دن کی مکمل تیاری کی منصوبہ بندی کرنا۔ پولنگ ڈے سے کم از کم ایک ہفتہ قبل افراد کار کا اجتماع بلانا اور پولنگ ڈے کی مکمل منصوبہ بندی کرنا۔

اجتماع کا ایجنڈا:

درس قرآن (سورۃ انفال آیت نمبر ۵ تا ۱۹)

نکات: فرض شناسی اور تقاضے: جنگ کے دوران قواعد، ہدایات کی پابندی کا طریقہ، جنگ کے دوران قواعد، ہدایات کی خلاف ورزی پر نقصان۔ جنگ احد کے واقعات سے

Scanned with CamScanner

مثالیں۔ جہاد میں جاگنے کا اجر وغیرہ

ہدایات برائے پولنگ ایجنٹ ڈسکس کرنا:

گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت صلوٰۃ الحاجت کا اہتمام کرنا۔

شناختی کارڈ کی اصل کاپی امیدوار کا اتھارٹی لیٹر ہمراہ ہو۔

اتھارٹی لیٹر پر امیدوار کے دستخط موجود ہوں۔

ضروری اشیاء پر مشتمل فائل بنوائیں جس میں ووٹر فہرست، رنگین پنسل، کاربن پیپر، سادہ کاغذ، ٹارچ / موم بتی اور ماچس، کچھ رقم اور چند سکے، ہدایات کا صفحہ

پولنگ شروع ہونے سے کم از کم ایک گھنٹہ پہلے پولنگ اسٹیشن پہنچنا۔ پریزائڈنگ آفیسر کو اپنا تعارف کروائیں۔

بیلٹ بکس چیک کرنا کہ خالی ہے

پولنگ کے آغاز کا وقت نوٹ کرنا۔

اپنی ووٹر فہرست کو پریزائڈنگ آفیسر کی فہرست سے ملانا اور یقین کر لینا کہ نمبر درست ہیں۔

بوتھ میں غیر متعلقہ افراد کو نہ آنے دینا۔ انہیں عملہ سے کہہ کر باہر نکلوانا۔ خیال رہے کہ ووٹر کے مہر لگانے کی جگہ خفیہ ہونی چاہیے۔

پولنگ آفیسر:

...... ووٹر کا نام اور نمبر بلند آواز سے بولے گا۔......اپنی فہرست پر نشان لگائے جانا۔

...... اس کے ساتھ ساتھ دیگر تمام امور کو بھی منظر رکھنا۔

...... ووٹر کے انگوٹھے پر سیاہی کا انمٹ نشان دیکھنا تاکہ دوبارہ ووٹ نہ ڈالا جا سکے۔

...... فہرست میں نام نہ ہو تو وو[illegible] لئے [illegible]

Scanned with CamScanner

...... کسی ایک ووٹر کی جگہ کسی دوسرے ووٹر کو کاسٹ نہ کرنے دینا۔

......بکس بھر جائے تو بیلٹ بکس کو سیل کروانا اور اپنے دستخط کرنا تاکہ بکس بدلا نہ جا سکے۔

ٹینڈر ووٹ:

افراد ایسا شخص جس کے کالم پر انتخابی فہرست میں نشان لگ چکا ہو مگر وہ اصرار کرے کہ اس نے ووٹ نہیں ڈالا تو اس کو بیلٹ پیپر دیا جائے گا۔ مگر وہ ووٹ علیحدہ رکھا جائے گا۔ گنتی میں شمار نہیں ہوگا۔

چیلنج ووٹ:

اگر کسی ووٹر پر شک ہو کہ یہ اصلی ووٹر نہیں ہے مگر ووٹ ڈالنا چاہتا ہے تو اس کو چیلنج کیا جا سکتا ہے۔ یہ ووٹ بیلٹ بکس میں نہیں ڈالا جائے گا۔ الگ لفافہ میں ڈال کر اوپر چیلنج ووٹ لکھا جائے گا۔

پولنگ کا اختتام:

......مقررہ وقت پر ہو۔ جب بیلٹ بکس گنتی کے کمرے میں لے جایا جائے تو پولنگ ایجنٹ ہمراہ رہے اور گنتی کے عمل کے شفاف ہونے کی نگرانی کرے۔

گنتی کے ووٹ:

...... ہر امیدوار کے بیلٹ پیپر گنے جائیں گے۔ مستند بیلٹ پیپر ہی گنتی میں شامل ہوگا۔ اگر پولنگ گنتی سے مطمئن نہ ہو تو عملہ سے کہہ کر دوبارہ گنتی کروائے۔

گنتی کا گوشوارہ:

......ہر پیرائیڈنگ آفیسر اور پولنگ ایجنٹ گنتی کے گوشوارے پر دستخط کرے گا۔

Scanned with CamScanner

بیلٹ پیپر اکاؤنٹ فارم:

...... اس فارم کی کاپی حاصل کرنا۔ اپنے امیدوار کو دینا تا کہ ہمارے پاس مصدقہ معلومات ہوں۔ یہ فارم ایک پولنگ ایجنٹ کے پاس لازماً ہونا چاہیے۔ اس میں اس پولنگ اسٹیشن کے تمام ووٹوں کی تفصیل ہوگی۔ یہ نقل حاصل کرنا نہایت اہم ہے۔

نہایت اہم:

...... گنتی کے وقت رزلٹ کو لفظوں میں ضرور تحریر کروائیں تا کہ رزلٹ بدلا نہ جا سکے۔ مثلاً 120 صرف 20 بھی کیے جاسکتے ہیں۔ صرف ہندسے نہ لکھے جائیں۔ بلکہ الفاظ کے ساتھ یوں بھی تحریر ہو۔

مثلاً 120 صرف یا ایک سو بیس۔ لہٰذا لفظوں میں ضرور تحریر کروانا۔

یعنی ایسی کوشش کرنا کہ یہ ہندسے بھی تبدیل نہ کیے جاسکیں اور ان کے آگے یا پیچھے کوئی اضافہ یا کمی بھی نہ کی جاسکے۔

......مقررہ وقت تک اپنی ذمہ داری کی ادائیگی کے لیے ڈٹ کر کام کرنا۔

......اپنا مورچہ خالی نہ چھوڑنا یا نماز، کھانے کے اوقات میں متبادل کو سیٹ پر بٹھا کر تسلی کر لینا۔

...... صبر و تحمل اور برداشت سے کام کرنا۔

......دل و زبان کو ذکر الٰہی سے تر رکھنا۔ محاذ سمجھ کر بیٹھنا اور تسلی رکھنا کہ محافظ رب کائنات ہے۔ اس پر یقین و بھروسہ رکھنا۔

موجودہ حالات:

دین الٰہی مغلوب ہے۔

وطن عزیز پاکستان لا الہ الا اللہ کے نام پر حاصل کیا گیا لیکن یہود و ہنود کی سازش میں

Scanned with CamScanner

پھنس کر حکمرانِ وقت اپنا کردار بھول چکے ہیں۔ وطن عزیز کی نظریاتی وجغرافیائی سرحدیں کمزور ہو چکی ہیں۔

باطل تسلط قائم کرنا چاہتا ہے۔ ایسے میں

☆ ہم جس پیاری تحریک سے وابستہ ہیں:

اس کا عقیدہ، نصب العین، دعوت، لائحہ عمل عین قرآن وسنت کے مطابق ہے۔

یہ تحریک اسلام کو غالب دیکھنا چاہتی ہے نہ کہ مغلوب

نبی مہربان صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے نظام زندگی کو طاقتور دیکھنا چاہتی ہے نہ کہ کمزور

ہمارے مسائل:

☜ ہم اقامت دین کی بجائے دعوت دین کا اہتمام کر رہے ہیں۔

☜ ہم دعوت کا کام بیج بکھیرنے کی حد تک الل ٹپ انداز میں کر رہے ہیں۔ متوازن دعوت کا اہتمام نہیں کرتے۔

☜ حلقہ درس کے شرکاء (جو اپنا اپنا وقت اور صلاحیتیں ہمارے سپرد کر دیتے ہیں) کو قرآن سناتے ہیں۔ انہیں گوشہ عافیت سے نکال کر میدان سعی وعمل میں نہیں لاتے۔

☜ انہیں قرآن سناتے ہوئے فرد پر حاکمیت الٰہیہ سمجھاتے ہیں، نظام پر قرآن کی حکمرانی نہیں سمجھاتے۔

☜ قرآن کا پیغام یوں نہیں پہنچاتے کہ فرد ووٹر بن جائے۔

☜ جماعت کی دعوت کے پہلے دو نکتے زیر بحث لاتے ہیں، تیسرا بھول جاتے ہیں۔

☜ تنظیمی اجتماعات کے ایجنڈے میں بھی دعوت کا تیسرا نکتہ شامل نہیں کرتے۔

☜ تحریکی رسائل کا مطالعہ نہیں کرتے۔ نتیجتاً خود بھی تحریکی پالیسی پر عدم اطمینان کا شکار ہو جاتے ہیں۔

Scanned with CamScanner

- اطاعت امر جو مطلوب ہے نہیں کر پاتے۔
- اقامت دین کو کل وقتی نہیں جز وقتی کام سمجھتے ہیں۔
- اپنی ذمہ داری کی احسن ادائیگی کی بجائے دوسروں کو مورد الزام ٹھہراتے ہیں۔
- مردانہ نظم کے عدم تعاون کا رونا روتے ہیں۔
- حالانکہ: جوابدہی مجھ سے میری کارکردگی کی ہونے والی ہے۔

پاکستانی قوم کا مسائل کا حل......اسلامی حکومت کا قیام

- نام نہاد دہشت گردی کا خاتمہ ......اسلامی حکومت کا قیام
- فحاشی و عریانی سے نجات ......اسلامی حکومت کا قیام
- اسلامی نظام تعلیم کا رائج ہونا ......اسلامی حکومت کا قیام
- سودی معیشت سے نجات ......اسلامی حکومت کا قیام
- خود ساختہ مہنگائی کا سد باب ......اسلامی حکومت کا قیام
- بے انصافی بدعنوانی سے نجات ......اسلامی حکومت کا قیام
- جاگیردارانہ و وڈیرہ شاہی سے نجات ......اسلامی حکومت کا قیام

انتخابات کی تیاری کے حوالے سے مستقل کرنے کے کام

(1) یکسوئی

(2) انتخابی کمیٹی کا تقرر و فعالیت

(3) دعوت کے تیسرے نکتہ کو ہر سرگرمی کے دوران مدنظر رکھنا۔

(4) تمام سرگرمیوں کو سرانجام دیتے ہوئے سیاسی اہداف کو مدنظر رکھنا۔

(5) دعوتی دروس، خدمتی سرگرمیاں، تنظیمی اجتماعات کے ایجنڈے۔ گفتگو کے نکات

Scanned with CamScanner

(6) نئے شناختی کارڈ بنوانا۔ (7) نئے ووٹ کا اندراج کروانا۔

(8) خواتین بلدیاتی نمائندگان کی تقرری

(9) درجہ الف کی انتخابی نشست سے متعلق معلومات کا حصول

(10) درجہ الف کی انتخابی نشست پر نگران کا تقرر

(11) درجہ الف کی انتخابی نشست پر پولنگ اسٹیشن کی حدود میں دعوتی یونٹ اور یونین کونسل کی سطح پر نظم کے قیام کو یقینی بنایا۔

(12) درجہ الف کی انتخابی نشست پر ہر گھر دعوت پہنچانا۔

(13) دعوتی و تنظیمی اجتماعات کے ایجنڈے میں دعوت کا تیسرا نکتہ شامل رکھنا۔

(14) ناظمات کو فرائیڈے اسپیشل لگوانا۔

(15) پولنگ ایجنٹس کا تقرر و تربیت

اسلامی حکمران کا مثالی کردار

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا کمر پر غلہ لاد کر اور آگ جلا کر بھوکے بچوں کو کھانا کھلانا اور جب تک بچے پرسکون نہ ہو جائیں موجود رہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے خادم اسلم بیان کرتے ہیں کہ میں ایک رات حضرت عمرؓ کے ساتھ نکلا۔ ہم مدینہ سے دور جا نکلے۔ ہم دور دراز کے گھروں کے بارے میں معلومات حاصل کر رہے تھے، دور سے ہم نے آگ جلتی دیکھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ "میرا خیال ہے کہ کچھ سواروں کو سردی اور رات نے یہاں روک رکھا ہے چلو ہم وہاں چلیں"۔

ہم تیز تیز قدم اٹھاتے ہوئے وہاں پہنچے ہم نے دیکھا کہ ایک عورت ہے جس کے پاس

چند بچے سہمے بیٹھے ہوئے ہیں۔ اور ہنڈیا چولہے پر رکھی ہے۔ بچے روتے چلاتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سلام کیا اور عورت سے پوچھا کیا حال ہے تمہارا اور یہاں کیا ہو رہا ہے؟ عورت نے کہا کہ سردی اور رات کی وجہ سے ہم یہاں رک گئے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا یہ بچے کیوں چلا رہے ہیں۔ عورت نے جواب دیا کہ ''بھوک سے'' انہوں نے دریافت کیا ''اس ہنڈیا میں کیا ہے؟'' عورت نے کہا: ''اس میں محض پانی ہے جو بچوں کی تسلی کے لیے چڑھایا ہے۔ تاکہ وہ خاموش ہو جائیں اور سو جائیں اور ہمارے اور عمرؓ کے درمیان فیصلہ اللہ کرے گا۔''

عورت کا مقصد یہ تھا کہ عمرؓ ہمارے ساتھ انصاف نہیں کر رہے ہیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا۔ ''خدا کی بندی عمرؓ کو تمہارے بارے میں کیا علم ہے؟''

اس نے کہا ''تو پھر خلیفہ وقت کیوں بنا بیٹھا ہے، جب ہمارے حال سے وہ غافل ہے۔''

اسلم کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے مجھے کہا کہ چلو بھائی۔ ہم وہاں سے بڑی تیزی کے ساتھ روانہ ہوئے۔ آٹے کے گودام میں آئے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آٹے کی ایک بوری اور چربی کا ایک کپا بھی لیا اور مجھ سے کہا یہ سامان میرے کاندھے پر رکھ دو۔ میں نے عرض کیا کہ میں اٹھائے لیتا ہوں تو انہوں نے غصہ سے جھڑک کر کہا: ''کیا قیامت کے دن بھی تو میرا بوجھ اٹھائے گا؟'' چنانچہ میں نے سامان ان کے کاندھے پر رکھ دیا، پھر ہم دونوں بڑی تیزی سے چل پڑے۔ انہوں نے سامان عورت کے پاس رکھ دیا۔ کسی قدر آٹا نکال کر عورت سے کہا کہ اسے گوندھ جب تک میں آگ تیز کرتا ہوں۔ چنانچہ ہنڈیا کے نیچے پھونکنے لگے۔ آپؓ کی داڑھی گھنی تھی۔ میں نے دیکھا کہ ان کی داڑھی کے بالوں سے دھواں چھن چھن کر نکل رہا ہے۔ یہاں تک کہ کھانا پک گیا تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے اتار لیا۔ اور عورت سے فرمایا کہ کوئی چیز لاؤ۔ وہ ایک تھال لے آئی تو انہوں نے ہنڈیا کو اس میں انڈیل دیا اور عورت سے کہا

Scanned with CamScanner

کہ تو ان بچوں کو کھلاتی جا اور میں ہوا دے کر اسے ٹھنڈا کرتا جاتا ہوں۔ اسی طرح وہاں بیٹھے رہے تاوقتیکہ سب نے سیر ہو کر کھا پی لیا۔ جو کچھ باقی بچا وہ وہیں چھوڑ دیا۔

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ اٹھے۔ میں بھی ان کے ساتھ اٹھ کھڑا ہوا۔ عورت کہنے لگی۔

''اللہ آپ کو جزائے خیر دے امیر المومنین سے زیادہ آپ اس منصب کے اہل ہیں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''تم کلمہ خیر ہی زبان سے نکالو۔ کل جب تم امیر المومنین کے پاس آؤ گی تو مجھے ان شاء اللہ وہاں موجود پاؤ گی۔''

اس کے بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے کچھ دور چلے گئے اور پھر واپس آ کر پڑاؤ کے پاس ہی چھپ کر بیٹھ گئے۔ میں نے ان سے کہا کہ آپؓ کے لیے یہ مناسب نہیں ہے۔ لیکن انہوں نے مجھے کوئی جواب نہ دیا۔ ہم نے دیکھا کہ بچے کھیل رہے ہیں پھر وہ سو گئے، حضرت عمر رضی اللہ عنہ الحمد للہ کہتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا:

''اسلم بھوک نے انہیں ستا رکھا تھا وہ رو رہے تھے اور سو نہ سکتے تھے۔ میرے دل کو سکون نہ ملتا جب تک انہیں آرام وسکون کی حالت میں نہ دیکھ لیتا۔ اس لیے میں نے انہیں چھپ کر دیکھا کہ اب ان کا کیا حال ہے؟ تم نے بھی دیکھا کہ وہ سب آرام وسکون سے سو گئے۔''

مال غنیمت کا منصفانہ استعمال:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ مدینہ کی کسی گلی سے گزر رہے تھے کہ انہوں نے ایک دبلی پتلی بچی کو دیکھا جو گرتی پڑتی جا رہی تھی۔ آپ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''ارے کس قدر بری حالت ہے اس کی یہ کون ہے۔'' تم میں سے کوئی اس کو پہچانتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ پاس ہی کھڑے تھے فرمایا:

''امیر المومنین! آپ اسے نہیں پہچانتے۔''

Scanned with CamScanner

فرمایا نہیں۔

انہوں نے کہا یہ تو آپ ہی کی بیٹی ہے۔"

انہوں نے دریافت کیا کہ میری کونسی بیٹی ہے یہ؟

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ میری فلاں بیٹی ہے (یعنی آپ کی پوتی) حضرت عمرؓ بولے تو پھر اس کی یہ حالت کیوں ہو رہی ہے؟" انہوں نے کہا: "آپ کے پاس جو کچھ ہے ہمیں اس میں سے کہاں دیتے ہیں؟ اس (ناداری) نے اس بچی کی یہ حالت کر دی ہے۔

اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"خدا کی قسم میرے پاس تمہارے لیے عام مسلمانوں کے وظیفے سے زائد کچھ نہیں خواہ تمہاری ضرورت پوری ہو یا نہ ہو۔ میرے اور تمہارے درمیان فیصل خدا کی کتاب ہے۔"

(از اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلوص 80 تا 82)

خدا اپنی زمین کا انتظام کس کو دیتا ہے؟

(فرمان سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ)

"مالک ہونے کی حیثیت سے اس کی خواہش یہ ہے کہ اس کی دنیا کا انتظام ٹھیک کیا جائے۔ اس کو زیادہ سے زیادہ سنوارا جائے۔ اس کے دیئے ہوئے ذرائع اور اس کی بخشی ہوئی قوتوں اور قابلیتوں کو زیادہ سے زیادہ بہتر طریقے سے استعمال کیا جائے۔ وہ اس بات کو ہرگز پسند نہیں کرتا۔ اور اس سے یہ توقع کی بھی نہیں کی جا سکتی کہ وہ کبھی اسے پسند کرے گا کہ اس کی دنیا بگاڑی جائے۔ اجاڑی جائے اور اس کو بدنظمی سے گندگیوں سے اور ظلم و ستم سے خراب کر ڈالا جائے۔ انسانوں میں سے جو لوگ بھی دنیا کے انتظام کے امیدوار بن کر کھڑے ہوتے ہیں جن کے اندر دنیا بنانے کے زیادہ سے زیادہ صلاحیت ہوتی ہے، انہی کو وہ یہاں

Scanned with CamScanner

انتظام کے اختیارات سپرد کرتا ہے۔

پھر وہ دیکھتا رہتا ہے کہ یہ لوگ بناتے کتنا ہیں اور بگاڑتے کتنا ہیں۔ جب تک ان کا بناؤ ان کے بگاڑ سے زیادہ ہوتا ہے اور کوئی دوسرا امیدوار ان سے اچھا بنانے والا اور ان سے کم بگاڑنے والا امیدوار ان میں موجود نہیں ہوتا۔ اس وقت تک ان کی ساری برائیوں اور ان کے تمام قصوروں کے باوجود دنیا کا انتظام انہی کے سپرد رہتا ہے۔ مگر جب وہ کم بنانے اور زیادہ بگاڑنے لگتے ہیں۔ تو خدا انہیں ہٹا کر پھینک دیتا ہے۔

یہ قانون بالکل ایک فطری قانون ہے اور آپ کی عقل گواہی دے گی کہ اس کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔ اگر آپ میں سے کسی شخص کا کوئی باغ ہو اور وہ اسے ایک مالی کے سپرد کردے تو آپ خود بتائیے کہ وہ اس مالی سے اولین بات کیا چاہے گا؟ باغ کا مالک اپنے مالی سے اس کے سوا اور کیا چاہ سکتا ہے کہ وہ اس کے باغ کو بنائے نہ کہ خراب کر کے رکھ دے۔ تو وہ لازماً یہی چاہے گا کہ اس کے باغ کو زیادہ سے زیادہ بہتر حالت میں رکھا جائے۔ زیادہ سے زیادہ ترقی دی جائے۔ اس کے حسن میں، اس کی صفائی میں، اس کی پیداوار میں زیادہ سے زیادہ اضافہ ہو۔ جس مالی کو وہ دیکھے گا کہ

وہ خوب محنت سے جی لگا کر، سلیقے اور قابلیت کے ساتھ اسکے باغ کی خدمت کر رہا ہے۔ اس کی روشوں کی سنوار رہا ہے۔ اس کے اچھے درختوں کی پرورش کر رہا ہے۔ اس کو بری ذات کے درختوں اور جھاڑ جھنکاڑ سے صاف کر رہا ہے۔ اور اس میں اپنی جدت اور جودت سے عمدہ پھلوں اور پھولوں کی نئی نئی قسموں کا اضافہ کر رہا ہے تو ضرور ہے کہ وہ اس سے خوش ہو کر اسے ترقی دے اور ایسے لائق، فرض شناس اور خدمت گزار مالی کو نکالنا بھی پسند نہ کرے۔ لیکن اس کے برعکس اگر وہ دیکھے کہ مالی نالائق بھی ہے۔ کام چور بھی ہے۔ اور جان بوجھ کر یا بے جانے بوجھے اس باغ کے ساتھ بدخواہی کر رہا ہے۔ سارا باغ گندگیوں سے اٹا پڑا ہے۔

Scanned with CamScanner

روشیں ٹوٹ پھوٹ رہی ہیں۔ پانی کہیں بلا ضرورت بہہ رہا ہے اور کہیں قطعے کے قطعے سوکھتے چلے جا رہے ہیں۔ گھاس پھونس اور جھاڑ جھنکاڑ بڑھتے جاتے ہیں۔ اور پھولوں اور پھلدار درختوں کو بے دردی کے ساتھ کاٹ کاٹ کر اور توڑ توڑ کر پھینکا جا رہا ہے۔ اچھے درخت مرجھا رہے اور خاردار جھاڑیاں بڑھ رہی ہیں۔ تو آپ خود ہی سوچئے کہ باغ کا مالک ایسے مالی کو کیسے پسند کر سکتا ہے۔ کون سی سفارش، کون سی عرض و معروض اور دست بستہ التجائیں اور کون سے آبائی حقوق یا دوسرے خود ساختہ حقوق کا لحاظ اس کو اپنا باغ ایسے مالی کے حوالے کیے رہنے پر آمادہ کر سکتا ہے؟ زیادہ سے زیادہ رعایت وہ بس اتنی ہی تو کرے گا کہ اسے تنبیہ کر کے پھر ایک موقع دے دے مگر جو مالی تنبیہ پر بھی ہوش میں نہ آئے اور باغ کو اجاڑے ہی چلا جائے، اس کا علاج اس کے سوا اور کیا ہے کہ باغ کا مالک کان پکڑ کر اسے نکال باہر کرے اور دوسرا مالی اس کی جگہ رکھ لے۔ اب غور کیجئے کہ اپنے ایک ذرا سے باغ کے انتظام میں جب آپ یہ طریقہ اختیار کرتے ہیں تو خدا جس نے اپنی بڑی زمین اتنے سروسامان کے ساتھ انسانوں کے حوالہ کی ہے اور اتنے وسیع اختیارات ان کو اپنی دنیا اور اس کی چیزوں پر دیئے ہیں۔ وہ آخر اس سوال کو نظر انداز کیسے کر سکتا ہے کہ آپ اس کی دنیا بنا رہے ہیں یا اجاڑ رہے ہیں۔ آپ بنا رہے ہوں تو کوئی وجہ نہیں ہے کہ وہ آپ کو خواہ مخواہ ہٹا دے لیکن اگر آپ بنائیں کچھ نہیں اور اس کے عظیم الشان باغ کو بگاڑتے اور اجاڑتے ہی چلے جائیں تو آپ نے اپنے دعویٰ، اپنی دانست میں خواہ کیسی ہی زبردست من مانی بنیادوں پر قائم کر رکھے ہوں وہ اپنے باغ پر آپ کے حق کو تسلیم نہیں کرے گا۔ کچھ تنبیہات کر کے، سنبھلنے کے دو چار مواقع دے کر آخر کار وہ آپ کو انتظام سے بے دخل کر کے ہی چھوڑ دے گا۔

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات، باب بناؤ اور بگاڑ ص نمبر 213 تا 215)

Scanned with CamScanner

سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) آیت نمبر ۳۸: (ترجمہ:) "اگر تم منہ موڑو گے تو اللہ تمہاری جگہ کسی اور قوم کو لے آئے گا اور وہ تم جیسے نہ ہوں گے۔" (القرآن)

نفاذ اسلام کے لیے حکومت چاہنا دنیا طلبی نہیں

رب العالمین نے انبیاء کرام علیہم السلام کو حکومت عطا کی۔

"اے داؤد ہم نے تمہیں زمین میں خلیفہ بنایا ہے، پس لوگوں کے درمیان حق کے ساتھ حکومت کرو۔" (سورہ ص آیت نمبر ۲۶)

فرمان سید مودودی رحمۃ اللہ علیہ:

"اقامت دین اور نفاذ شریعت اور اجرائے حدود اللہ کے لیے حکومت چاہنا اور اس کے حصول کی کوشش کرنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب و مندوب ہے۔ وہ لوگ غلطی پر ہیں جو اسے دنیا پرستی یا دنیا طلبی سے تعبیر کرتے ہیں۔ دنیا پرستی اگر ہے تو یہ کہ کوئی شخص اپنے لیے حکومت کا طالب ہو۔ رہا خدا کے دین کے لیے حکومت کا طالب ہونا تو یہ دنیا پرستی نہیں بلکہ خدا پرستی ہی کا عین تقاضا ہے۔" (از اسلامی ریاست)

یکسوئی کی ضرورت:

حقیقت یہ ہے کہ ہم اب ایک ایسے مرحلے پر پہنچ چکے ہیں جہاں مسلسل تجربے نے یہ بات ثابت کر دی ہے کہ اسلام اور جاہلیت کا یہ ملا جلا مرکب جواب تک ہمارا نظام حیات بنا رہا ہے، زیادہ دیر تک نہیں چل سکتا، یہ اگر چلتا رہا تو دنیا میں بھی ہماری کامل تباہی کا موجب ہوگا۔ اور آخرت میں بھی۔ اس لیے کہ اس کی وجہ سے ہم اس حالت میں مبتلا ہیں کہ

"ایمان مجھے روکے ہے تو کھینچے ہے مجھے کفر"

نہ ہم امریکہ اور روس اور انگلستان کی طرح پوری یکسوئی کے ساتھ اپنی دنیا ہی بنا سکتے

Scanned with CamScanner

ہیں۔ کیونکہ ایمان و اسلام سے ہمارا جو تعلق قائم ہے وہ ہمیں اس راستے پر بے محابا نہیں چلنے دیتا اور نہ ہم ایک سچی مسلمان قوم کی طرح اپنی آخرت ہی بنا سکتے ہیں۔ کیونکہ یہ کام ہمیں وہ جاہلیت نہیں کرنے دیتی جس کے بے شمار فتنے ہم نے اندر پال رکھے ہیں۔ اس دودلی کی وجہ سے ہم کسی چیز کا حق پوری طرح ادا نہیں کر سکتے نہ دنیا پرستی کا، نہ خدا پرستی کا۔ اس کی وجہ سے ہمارا یہ کام، خواہ دینی ہو یا دنیوی، دو متضاد افکار اور رجحانات کی رزم گاہ بنا رہتا ہے جن میں سے ہر ایک دوسرے کا توڑ کرتا ہے اور کسی فکر و رجحان کے مطالبے بھی کا کما حصہ پورے نہیں ہونے پاتے۔ یہ حالت بہت جلد ختم کر دینے کے لائق ہے۔ اگر ہم اپنے دشمن نہیں ہیں تو ہمیں بہر حال یکسو ہو جانا چاہیے۔

(اسلامی نظام زندگی اور اس کے بنیادی تصورات۔ باب ''مسلمانوں کا ماضی و حال اور مستقبل کے لائحہ عمل ص نمبر 326)

ذمہ داری کی احسن ادائیگی کا اجر:

''اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم جما دے گا۔'' (سورہ محمدؐ)

''اللہ نے لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہی غالب ہو کر رہیں گے۔ فی الواقع اللہ زبردست اور زور آور ہے۔'' (سورہ المجادلہ ۲۱)

''اللہ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور نیک عمل کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ انکے لیے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا۔ جیسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور انکی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا پس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔'' (سورہ النور آیت ۵۵)

Scanned with CamScanner

ڈاکٹر رخسانہ جبیں کے فکر افروز پمفلٹس

- ☆ آیئے! رجوع الی اللہ کیجئے
- ☆ حالات حاضرہ اور سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام
- ☆ سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور خواتین
- ☆ ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور نصرت رسولؐ
- ☆ کب تک خاموش تماشائی رہیں گے؟
- ☆ اپنے بچے کو امت کا سرمایہ کیسے بنائیں؟

دیگر مفید پمفلٹس

- ☆ قانون توہین رسالتؐ کیوں ضروری ہے؟ ڈاکٹر سمیحہ راحیل قاضی
- ☆ مسلمان عورت کا مطلوبہ کردار زینب الغزالیؒ

ملنے کا پتہ: مکتبہ خواتین میگزین منصورہ ملتان روڈ لاہور
فون: 042-35435667,0321-4708024

Scanned with CamScanner